سلسلۂ تبلیغ نمبر ۵۸
یا عزیز
یا جبار
الحمدللہ کہ یہ مجموعہ متبرکہ موسومہ بہ
ریاض الحسنات
مشتمل بر
پنجسورہ و اسماء حسنیٰ الٰہیہ و اسم اعظم اور
بعض اذکار مسنونہ
مرتبہ بندہ حقیر محمد ابراہیم میر سیالکوٹی
ناشر
مہتمم دار الحدیث قدسیہ محلہ مسجد توحید گنج
منڈی بہاؤالدین
تاریخ طبع اول ثنائی پریس امرتسری ۱۳۶۵ھ مطابق ۱۹۴۶ء
تاریخ طبع دوم ذی الحجہ ۱۴۰۲ھ مطابق اکتوبر ۱۹۸۲ء
تعداد ۵۰۰
بار دوم

سلسلۂ تبلیغ نمبر ۵۸

یا عزیز یا جبار

الحمدللہ کہ یہ مجموعہ متبرکہ موسومہ بہ

ریاض الحسنات

مشتمل بر

پنجسورہ و اسماء حسنٰی الٰہیہ و اسم اعظم اور

بعض اذکار مسنونہ

مرتبہ بندۂ حقیر محمد ابراہیم میر سیالکوٹی

ناشر

مہتمم دار الحدیث قدسیہ محلہ مسجد توحید گنج منڈی بہاؤالدین

تاریخ طبع اول ثنائی پریس امرتسری سنہ ۱۳۶۵ھ مطابق سنہ ۱۹۴۶ء

تاریخ طبع دوم ذی الحجہ سنہ ۱۴۰۲ھ مطابق اکتوبر سنہ ۱۹۸۲ء

تعداد ۵۰۰ بار دوم

فہرست مضامین

سورت الٓم سجدہ بمعہ ترجمہ و تفسیر	۳	مسجد میں داخل ہونے کی دعا	۶۹
سورت یٰسٓ بمعہ ترجمہ و تفسیر		صبح کی نماز کے بعد کیا کہے	۶۹
اور فضائل و مسائل	۱۲	مسجد سے باہر آنے کی دعا	۷۲
سورت ملک اور اس کے فضائل		دو نہایت مفید حدیثیں	۷۲
بمعہ ترجمہ و تفسیر	۲۹	مختلف حالات و حاجات	
سورت نوحؑ بمعہ ترجمہ و تفسیر	۳۷	کی دعائیں	۷۴
سورت مزمل بمعہ ترجمہ و تفسیر	۴۴	مال میں برکت و افزونی	
اسماء الحسنیٰ بمعہ ترجمہ		کے لیے دعا	۷۴
و فضائل	۵۸	کتنی دفعہ پڑھے	۷۵
اسم اعظمؒ	۶۱	ادائے قرض کی دعا	۷۵
اپنا تجربہ	۶۲	دیگر دعا	۷۵
سونے کے اذکار و آداب	۶۲	کوئی شے گم ہو جائے تو پڑھے	۷۶
جاگنے کے اذکار و آداب	۶۴	نظر بد کا دم	۷۶
تین یا پانچ وتر اکٹھے پڑھنے		آسیب جنات کا دم	۷۶
کا مسنون طریقہ	۶۵	بچھو کاٹے ہوئے پر دم	۷۷
وتروں میں دعائے قنوت	۶۶	احتباس البول	۷۸
وتر ختم کر کے کیا پڑھے	۶۸	الوجع والالم	۷۸

پنجسورہ مترجم

ترجمہ و حاشیہ از عاجز محمد ابراہیم میر سیالکوٹی

۱۔ سورت الٓمّٓ السجدۃ

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن فجر کی نماز کی پہلی رکعت میں سورۃ الٓمّ تنزیل السجدۃ اور دوسری میں ھل اتیٰ علی الانسان پڑھتے تھے۔ متفق علیہ (مشکوٰۃ صفحہ ۷۲)

(۲) آپ نہ سوتے حتیٰ کہ پڑھ لیتے الٓمّٓ السجدۃ و تبارک الملک (حصن حصین بروایت نسائی و ترمذی وغیرہما)

(۳) اس سورۃ میں موٹے موٹے مسائل حسب ذیل ہیں:

خاص مکہ شریف میں آنحضرت ؐ کی بعثت میں حکمت، منکرین قیامت و رسالت کے شبہات کا ازالہ، انسان کی پیدائش کی ابتداء، انسان کو سمع بصر اور فہم ادراک عطا کر کے شرف و بزرگی بخشنے، انہی اسباب کے ذریعے باختیار خود نہ بجبر و اضطرار ایمان لانے اور صلاحیت حاصل کرنے، عبادت گذار ایمانداروں اور کافر لعنت بدکاروں کے انجام، عاقبت کے سوا اس دار دنیا میں بھی جزدی سزا دینے میں حکمت، آیات الٰہیہ سے تذکیر اور روگردانی سے انتقام، ہادیان راہ ہدایت کے مدارج علیا اور خدا کے ہاں ان کی قدر و قبولیت، قیامت کے دن حق و باطل میں فیصلہ ربانی، امکان قیامت کے نظائر مصنوعات قدرت میں سب مدارج (تبلیغ و تذکیر) اور ازالہ شبہات کے پورا کرنے کے بعد ہر دو فریق مصدقین و مکذبین کے انجام کے انتظار کا حکم وغیرہ وغیرہ امور جن کا بیان سلسلہ ہدایت ربانی میں نہایت ضروری ہے۔

سُورَۃُ السَّجْدَۃِ

مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ بَعْدَ الْبَسْمَلَةِ ثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے [۱]

الٓمّٓ ۝ تَنۡزِیۡلُ الۡکِتٰبِ لَا رَیۡبَ فِیۡهِ مِنۡ رَّبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۝

الٓمّٓ [۲] اتارنا اس کتاب کا جس میں کسی طرح کا شک نہیں ہے رب العالمین کی طرف سے ہے [۳]

اَمۡ یَقُوۡلُوۡنَ افۡتَرٰىهُ ۚ بَلۡ هُوَ الۡحَقُّ مِنۡ رَّبِّکَ لِتُنۡذِرَ

کیا کہتے ہیں کہ اس نے از خود بنا لیا ہے اس (قرآن) کو (ہرگز نہیں) بلکہ وہ حق ہے آپ کے رب کی طرف سے تاکہ

قَوۡمًا مَّاۤ اَتٰىهُمۡ مِّنۡ نَّذِیۡرٍ مِّنۡ قَبۡلِکَ لَعَلَّهُمۡ

آپ ڈر سناویں اس قوم کو کہ نہیں آیا ان کو کوئی ڈرانے والا آپ سے پہلے [۴] تاکہ وہ راہ پر

یَهۡتَدُوۡنَ ۝ اَللّٰهُ الَّذِیۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ وَ

آجاویں [۵] اللہ تو وہ (ذات پاک) ہے جس نے بنائے آسمان اور زمین اور جو کچھ

مَا بَیۡنَهُمَا فِیۡ سِتَّۃِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسۡتَوٰی عَلَی الۡعَرۡشِ ؕ

ان کے درمیان ہے چھ دنوں میں [۶] پھر قائم ہوا عرش بریں پر [۷]

مَا لَکُمۡ مِّنۡ دُوۡنِهٖ مِنۡ وَّلِیٍّ وَّ لَا شَفِیۡعٍ ؕ اَفَلَا تَتَذَکَّرُوۡنَ ۝

نہیں تمہارا اس کے سوا کوئی حمایتی اور نہ سفارشی تو کیا تم نصیحت نہیں پکڑتے

[۱] قدیم اہل منطق کسی کتاب کے شروع میں آٹھ چیزیں ذکر کرتے تھے جن کو وہ رؤس ثمانیہ کہتے تھے ایک ان میں سے مؤلف کے نام کی تصریح۔ دیگر اس تصنیف کی غرض وغایت سو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کثرت سے فرمایا کہ یہ کتاب میری طرف سے نازل شدہ ہے اور لَعَلَّهُمۡ یَهۡتَدُوۡنَ میں اسکی غرض وغایت فرمائی کہ لوگوں کی راہنمائی کے لیے نازل کی ہے [۴] حضرت اسماعیل اور آنحضرت صلعم کے درمیان مکہ شریف میں کوئی رسول مبعوث نہیں ہوا اس میں یہ حکمت تھی کہ حضرت ابراہیمؑ و اسماعیلؑ نے خانہ کعبہ بنانے کے وقت دعا کی تھی، خداوندا! ان لوگوں میں انہی میں سے ایک رسول مبعوث کرنا اس کے مطابق مکہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے چنانچہ حدیث میں ہے انا دعوۃ ابی ابراهیم میں اپنے باپ ابراہیمؑ کی دعا ہوں، مولانا حالی نے مسدس میں اسی کو منظوم کیا ہے سے ہوئے پہلوئے آمنہ سے ہویدا۔ دعائے خلیل و نوید مسیحا + اگر مکہ شریف میں علاوہ آنحضرتؐ کے کوئی دیگر رسول بھی مبعوث ہوا ہوتا تو اشتباہ واقع ہوتا کہ ان میں سے اس دعا کا مصداق کون ہے [۶] چھ دنوں سے مراد چھ وقفے ہیں اس کی تفصیل سورہ حٰمٓ السجدہ رکوع ۲ دوم میں ہے توریت موجودہ میں چھ دن میں پیدا کرنا لکھا ہے لیکن اس میں

(باقی اگلے صفحہ پر)

يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ

تدبیر کرتا ہے ہر کام کی آسمان سے زمین تک پھر چڑھتا ہے (وہ کام)

فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗۤ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ۝ ذٰلِكَ

اس کی طرف ایک دن میں جس کی مقدار ایک ہزار سال ہے اس حساب سے جو تم گنتے ہو ؎۵ یہی (خدا)

عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝ الَّذِيْۤ

جاننے والا ہے پوشیدہ اور ظاہر کا بڑا زبردست نہایت رحم والا جس نے

اَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ ۝

اچھی بنائی ہر شے جو اس نے پیدا کی ؎۶ اور شروع کیا انسان (اول) کی پیدائش کو گیلی مٹی سے

ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ۝ ثُمَّ

پھر بنایا اس کی نسل کو نچوڑے پانی بے قدر سے ؎۷ پھر یہ کہ

سَوّٰىهُ وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ وَجَعَلَ لَكُمُ

برابر کیا اس کو اور پھونکی اس میں اپنی (بنائی ہوئی) روح اور بنائے تمہارے لیے

یہ بھی ہے کہ ساتویں دن آرام کیا (کتاب پیدائش باب اول) سو قرآن نے سورہ قٓ رکوع تین میں فرما دیا وَمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ یعنی ہم کو کوئی تھکان نہیں ہوتی "کہ آرام کرنے کی ضرورت پڑتی، گویا سمجھا دیا کہ توریت موجودہ میں یہ جملہ الحاقی ہے ۱۲ منہ ؎۴ استوٰی علی العرش میں تین قول ہیں ایک تفویض ہے کہ اسکی حقیقت اور کیفیت خدا ہی جانتا ہے یہ قول جمہور محدثین کا ہے۔ دوسرا قول تاویل کا ہے کہ اس سے مراد تدبیر وانتظام ہے یہ متکلمین کا قول ہے۔ تیسرا یہ کہ استوٰی کے معنی انتہا کے ہیں یعنی عرش سے پرے کوئی مخلوق نہیں یہ قول حافظ ابن حزم کا ہے ۱۲ ؎۵ یعنی خدا تعالیٰ اسباب فلکی و فرشی انتہا و امور کا واحد مدبر و ناظم ہے اور انسانوں کے نزدیک جو ہزار سال ہے وہ خدا کے نزدیک ایک دن ہے ۱۲ منہ ؎۶ خدائے تعالیٰ نے ہر شی کو مناسب صورت نوعی دی مثلاً اونٹ کی گردن اور ٹانگیں لمبی بنائیں اور پشت کی ہڈیاں خمدار اور مضبوط بنائیں تا کہ بوجھ اٹھا سکے اور سب لادو جانوروں کے نتھنے کشادہ بنائے کہ بوجھ اٹھانے کے وقت سانس آرام سے لیا جا سکے اسی طرح گوشت خور جانوروں کے دانتوں میں چیرنے پھاڑنے کے لیے نوکیلے دانت بھی لگا دیے اور بھیڑ بکری اونٹ گائے کے نہیں لگائے ۱۲ منہ علیٰ ہذا القیاس دوسری چیزوں میں بھی سمجھ لیجیے ؎۷ منی اور نطفہ جو انسان کا اصل ہے حقیر چیزیں ہیں لیکن ان سے پیدا کردہ انسان کو وہ شرافت و بزرگی دی کہ واہ سبحان اللہ ۱۲

السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝

کان اور آنکھیں اور دل تم بہت تھوڑا شکر کرتے ہو

وَقَالُوْٓا ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِي الْاَرْضِ ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ؕ

اور کہا ان لوگوں نے آیا جب ہم گم ہو جائیں گے، زمین میں (مل کر) تو کیا ہم ضرور بالضرور کسی نئی پیدائش

بَلْ هُمْ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ كٰفِرُوْنَ ۝ قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ

میں ہو جائیں گے بلکہ وہ اپنے پروردگار کی ملاقات سے منکر ہیں (ان کو) کہہ دیجئے کہ تمہیں قبض کرے گا موت

الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ۝ وَ

کا فرشتہ جو تم پر مقرر ہے پھر تم اپنے رب کی طرف لوٹائے جاؤ گے ؁۹ اور (اے پیغمبر)

لَوْ تَرٰٓى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ

کاش آپ دیکھیں جب یہ مجرم اپنے سر اوندھے کیے ہوئے ہوں گے سامنے اپنے پروردگار کے

رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ ۝

(تو کہیں گے) اے ہمارے پروردگار ہم نے دیکھ لیا اور سن لیا پس ہمیں "دنیا میں" لوٹا تاکہ ہم نیک عمل کریں بیشک ہم (سب باتوں کا

؁۸ انسان جسم اور جان سے مرکب ہے جسم مٹی پانی سے بنا جان عیب سے بحکم الہٰی آئی اسکی عزت کے لیے اپنی جان کہا حالانکہ سب کچھ اسی کا ہے جیسے بیت اللہ، ناقۃ اللہ، عباد اللہ ۱۲ منہ ؁۹ اس میں منکرین کا شبہ ذکر کیا کہ جب ہم مر کر مٹی ہو گئے اور مٹی مٹی میں مل گئی تو ہماری ہستی نابود ہو گئی پھر ہم کس طرح پیدا ہوں گے خدائے تعالیٰ نے جواب میں فرمایا کہ اعمال کی باز پرس ضروری ہے تم جسم و جان سے مرکب ہو۔ جان فرشتہ قبض کرتا ہے اور وہ محفوظ رہتی ہے فنا نہیں ہوتی اور آگے بھی تم کو مٹی ہی سے پیدا کر کے جسم میں جان ڈالی تھی اب بھی اسی سے نیا جسم بنا کر اس جان کو جو محفوظ ہے جسم میں ڈالا جائے گا حیرانی کس بات کی ہے لیکن قیامت کو یہی منکر نہایت ذلت و خواری میں اوندھے منہ کرے ہوئے اقرار کریں گے اور دنیا میں پھر آکر ایمان و صلاحیت کے لیے زندگی کی درخواست کریں گے جو منظور نہیں ہو گی ۱۲ منہ ؁۱۰ آخرت کا ایمان جو سب امور کو دیکھ لینے پر ہو گا مقبول نہیں ہو گا۔ ایمان اس دنیا میں عالم غیب میں لائیں تو مقبول ہے اور اگر عاقبت میں دیکھ لینے پر ایمان قبول ہو جائے تو ہر ایک کو ہدایت پر پیدا کیا جاتا اور سوچ بچار کی ضرورت نہ پڑتی لیکن خدا کی حکمت کا تقاضا یہی ہے کہ انسان کو حواس و ادراک عطا کیے اور اپنے احکام نازل فرمائے اب کوئی اپنے عقل و فکر سے ایمان و صلاحیت حاصل کرے تو جزا پاوے ورنہ ملزم ہو کر سزا پاوے ۱۲ منہ

وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰىهَا وَلٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ

اور اگر (اسی طرح منوانا ہوتا تو) ہم چاہتے تو ہم دے دیتے ہر نفس کو اس کی ہدایت لیکن ثابت ہو گئی میری بات

مِنِّيْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ۝

کہ میں ضرور بھر دوں گا جہنم کو تمام (نافرمان) جنات اور انسانوں سے [۱] پس تم

فَذُوْقُوْا بِمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ج اِنَّا نَسِيْنٰكُمْ

عذاب چکھتے رہو بہ سبب اس کے کہ تم نے بھلا دیا تھا ملنا اپنے اس موجودہ دن کا (اس پر) بے شک ہم نے بھی تم کو بھلا دیا [۲]

وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ اِنَّمَا

اور تم چکھو عذاب دائمی بہ سبب ان اعمال کے جو تم کرتے رہے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ

يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّ

ایمان رکھتے ہیں ہماری آیتوں سے وہ لوگ کہ جب نصیحت کیے جاتے ہیں ساتھ اس کے گر پڑتے ہیں سجدہ میں اور

سَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝ تَتَجَافٰى

تسبیح پڑھتے ہیں اپنے رب کی حمد کے ساتھ اور وہ تکبر نہیں کرتے۔ ہٹ ہٹ جاتی ہیں

[۱] خدا کا قول یہی ہے اس نے شیطان کے قسم کھانے پر فرمایا کہ میں اپنے پیغمبر بھیجوں گا جو کوئی ان کے مقابلہ میں تیری پیروی کرے گا میں اسے جہنم میں جھونک دوں گا پس جو کوئی رسول برحق کی دعوت کو قبول نہیں کرتا اس پر خدا کی حجت پوری ہو جاتی ہے اور وہ سزا کے لائق ہو جاتا ہے ۱۲ [۲] بندہ کا نسیان تو یہ ہے کہ احکام الٰہی کو فراموش کر دیا، یا ان سے غفلت و لاپرواہی کی لیکن خدا کے نسیان سے یا تو ایسا لاپرواہی کا معاملہ ہے جو بھولے ہوئے سے کیا جاتا ہے تو یہ ان کے کیے کی جزا ہے جیسا کہ اس کے ساتھ ہی فرمایا جزآء بما کانوا یعملون اور ہم سابقاً کئی دفعہ بیان کر چکے ہیں کہ جب ایک دو دفعہ بالمقابل ذکر کیا جائے تو دوسرا پہلے کی جزا ہوتی ہے جیسے وجزآء سیئۃ سیئۃ مثلھا شوریٰ رکوع ۴ ۱۲ اسی طرح یہاں سمجھ لیجیے۔ یا نسیان کے معنی ترک کے ہیں (صراح و راغب) یعنی تم نے دنیا میں ہم کو چھوڑے رکھا اب عاقبت میں ہم تم کو چھوڑ دیتے ہیں کما تدین تدان اسی طرح سورہ طٰہٰ کے ساتویں رکوع میں بھی ہے قال کذالک اتتک اٰیٰتنا فنسیتھا وکذالک الیوم تنسٰی یعنی خدائے تعالیٰ فرمائے گا اسی طرح تیرے پاس ہمارے احکام آئے پس تو نے ان کو ترک کر دیا یا سرے سے بھلا ہی دیا اور اسی طرح تو بھی آج کے دن بھلا دیا گیا ہے جزآءً وفاقًا جزا مطابق عمل کے ہے۔

جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا وَ

ان کی کروٹیں ان کے بستروں سے پکارتے ہیں اپنے رب کو خوف سے اور امید سے اور جو کچھ

مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ ۝ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ

ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں ۔ پس نہیں جانتی کوئی جان ١٣ جو کچھ چھپایا گیا ہے ١٤ ان کے لیے

مِّنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ أَفَمَنْ

آنکھوں کی ٹھنڈک سے جزا میں (ان نیکیوں کی) جو وہ کرتے ہیں ۔ تو کیا جو مومن ١٥

كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ط لَا يَسْتَوُونَ ۝ أَمَّا الَّذِينَ

ہو وہ مثل اس کے ہے جو فاسق ہو وہ برابر نہیں ہیں ، تفصیل یوں ہے کہ جو لوگ

آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ جَنّٰتُ الْمَأْوٰى نُزُلًا بِمَا كَانُوا

ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال بھی کیے ان کے لیے تو باغ ہیں رہنے کے مہمانی ان اعمال کے سبب جو وہ

يَعْمَلُونَ ۝ وَأَمَّا الَّذِينَ فَسَقُوا فَمَأْوٰهُمُ النَّارُ كُلَّمَا

کرتے تھے اور لیکن جنہوں نے نافرمانی کی ١٦ [illegible]

أَرَادُوا أَنْ يَخْرُجُوا مِنْهَا أُعِيدُوا فِيهَا وَقِيلَ

(دوزخ) سے نکلیں لوٹا دیے جائیں گے [illegible] ١٧ [illegible]

١٣ صحیح بخاری میں حدیث قدسی ہے [illegible]

آنکھ نے دیکھیں نہ کسی کان نے سنیں اور نہ کسی بشر کے دل پر [illegible] ١٤ [illegible]

تہجد کی نماز جس کا یہاں ذکر ہے عابد لوگ لوگوں سے چھپ کر پڑھتے ہیں پس ان کا بدلہ بھی مخفی رکھی ہے ١٢ منہ ١٥

مومن و کافر اور متقی و فاجر قیامت کے دن برابر نہیں ہوں گے یہ مضمون سورۂ حٓم کے رکوع ٣ میں اور سورۂ ص رکوع ٣ میں

بھی ہے ١٢ منہ ١٦ فسق کا لفظ بداعتقادی اور بدعملی ہر دو پر بولا جاتا ہے اس کے اصل معنی خروج کے ہیں بداعتقاد

اور بدعمل انسان خدا کے حکم سے باہر نکل جاتا ہے اس لیے اسے فاسق کہتے ہیں ١٢ منہ ١٧ یہ مضمون سورۂ

حج کے دوسرے رکوع میں بھی ہے ۔ بار بار جہنم میں دھکیلنے کی یہ وجہ ہے کہ وہ بھی فسق و فجور اور گندے اعتقادوں

سے باز نہیں آتے تھے بلکہ بار بار وہی کرتے اور کہتے تھے ١٢ منہ

لَهُمْ ذُوقُوا عَذَابَ النَّارِ الَّذِي كُنْتُمْ بِهِ تُكَذِّبُونَ ○

کہ تم چکھو عذاب دوزخ کا جس کو تم جھٹلاتے تھے ۱۸؎

وَلَنُذِيقَنَّهُمْ مِنَ الْعَذَابِ الْأَدْنَى دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ

اور البتہ ہم ان کو چکھاویں گے کچھ ادنیٰ عذاب دنیا میں بھی سوائے عذاب اکبر کے ۱۹؎

لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ○ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِآيَاتِ رَبِّهِ

تاکہ وہ لوٹ آویں (یعنی رجوع کریں) ۲۰؎ اور کون بڑا ظالم ہے اس سے جس کو نصیحت کی جاوے اسکے رب کی

ثُمَّ أَعْرَضَ عَنْهَا إِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِينَ مُنْتَقِمُونَ ○ ٤

آیات سے پھر وہ منہ موڑ لے، بیشک ہم ان مجرموں سے ضرور انتقام لیں گے

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ فَلَا تَكُنْ فِي مِرْيَةٍ مِنْ

اور البتہ دی ہم نے موسیٰ کو بھی کتاب ۲۱؎ (جیسے آپ کو دی) پس آپ نہ پڑیں شک میں اس کی

لِقَائِهِ وَجَعَلْنَاهُ هُدًى لِبَنِي إِسْرَائِيلَ ○ وَجَعَلْنَا

ملاقات سے ۲۲؎ اور بنایا تھا ہم نے اس (کتاب) کو ہدایت واسطے بنی اسرائیل کے اور بنائے تھے ہم نے

۱۸؎ سورۃ سبا پ ۲۲ رکوع میں بما تکذبون ضمیر مؤنث سے کہا اس لیے کہ وہاں مرجع نار ہے اور وہ عربی میں مؤنث ہے اور یہاں یہ ضمیر مذکر ذکر کی اس لیے کہ یہاں مرجع عذاب ہے اور وہ مذکر ہے ۱۹؎ عذاب ادنیٰ دنیا کا اور عذاب اکبر آخرت کا عذاب چنانچہ سورۃ ن میں فرمایا ولعذاب الاخرۃ اکبر ۱۲ منہ ۲۰؎ دنیا میں عذاب الٰہی دو طرح پر آتا ہے عذاب استیصال و ہلاکت، اس وقت کی توبہ قبول نہیں دوم عذاب تذکیر و انذار اس سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ گنہگار نافرمان توبہ کریں اگر توبہ کریں تو قبول ہو جاتی ہے چنانچہ اسی لیے لعلھم یرجعون فرمایا اور سورۃ اعراف میں فرعونیوں کی نسبت فرمایا ولقد اخذنا آل فرعون بالسنین ونقص من الثمرات لعلھم یذکرون رپ ۹ اعراف ع ۱۶ ۲۱؎ شروع میں قرآن شریف کے اتارنے کا ذکر تھا۔ اب فرمایا کہ ہم نے اسی طرح موسیٰ کو بھی کتاب دی تھی۔ یہ مضمون قرآن شریف میں کئی جگہ ہے مثلاً سورۃ ہود اور احقاف میں فرمایا ومن قبلہ کتاب موسیٰ اماما ورحمۃ رپ ۱۲ و پ ۲۶ ۱۲ منہ ۲۲؎ من لقائہ کی کئی توجیہات ہیں ایک یہ کہ شب معراج میں جو ملاقات موسیٰ ؑ سے ہوئی وہ مراد ہے ۱۲ منہ

مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا ؕ وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا

ان میں سے امام ۲۳ جو ہدایت کرتے تھے ہمارے حکم کی ۲۴ جبکہ انہوں نے صبر کیا ۲۵ اور وہ ہماری آیات

يُوْقِنُوْنَ ○ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

(وعدوں) کا یقین رکھتے تھے، بیشک آپ کا رب وہی فیصلہ کرے گا ان میں دن قیامت کے

فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ○ اَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا

ان امروں میں جن میں وہ اختلاف کرتے رہے ۲۶ کیا (جھٹلاتے ہیں) اور نہیں ہدایت کرتی ان کو (یہ کہ) کتنے ہلاک کیے

مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ؕ اِنَّ

ہم نے ان سے پہلے زمانے کہ چلتے ہیں ان کے گھروں میں بیشک

فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ ؕ اَفَلَا يَسْمَعُوْنَ ○ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا

اس (امر) میں البتہ کئی نشانیاں ہیں تو کیا وہ سنتے نہیں ۲۷ اور کیا نہیں دیکھا انہوں نے کہ ہم

نَسُوْقُ الْمَآءَ اِلَى الْاَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا تَاْكُلُ

چلاتے ہیں پانی طرف زمین خشک کے پس ہم نکالتے ہیں اس (پانی) سے کھیتی کہ کھاتے ہیں

۲۳ خدائے تعالیٰ کے امام بنانے کی صورت یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ نے ان کو علمی کمال اور عملی صلاحیت اور قبولیت عامہ بخشی تو وہ لوگوں میں امام و پیشوا مانے گئے ۱۲ منہ ۲۴ بِاَمْرِنَا میں بٓ کے دو معنی ہیں اوّل یہ کہ ہم نے ان کو حکم تکوینی سے منصب وعظ و تذکیر پر بٹھایا تو وہ لوگوں کو ہمارے حکم کے مطابق ہدایت کرتے تھے پس وہ ائمۂ ہدیٰ تھے نہ کہ ائمۂ ضلالت دیگر یہ کہ وہ ہماری شان یعنی ذات و صفات اور ہمارے افعال و احکام کی ہدایت کرتے تھے یہ معنی صاحب تفسیر رحمانی نے کیے ہیں ۱۲ منہ ۲۵ صبر کرنا اور خدا کے وعدوں پر یقین رکھنا درجۂ امامت کا زینہ ہے جیسا کہ اس سے پہلے حضرت لقمانؑ کی زبانی ذکر کیا: وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ (پ ۲۱ لقمان ع ۲) ۱۲ منہ ۲۶ کا فیصلہ قیامت کو ہوگا جب ہر ایک کو اسکے عمل و اعتقاد کے موافق جزا مل جائے گی جنتی جنت کو اور دوزخی دوزخ کو چلے جائیں گے اور کسی کو مجال عذر نہ رہے گی دنیا میں باطل پرستوں پر ہر چند کہ حجت غالب آجاتی ہے لیکن ان کی زبان بندی نہیں ہوتی کچھ نہ کچھ عذر کرتے ہی رہتے ہیں قیامت میں یہ نہ ہوسکے گا ۱۲ ۲۷ پچھلے مکذبین پر جو عذاب آئے ان کے احوال سے آنحضرتؐ کے مکذبین کو انذار کیا گویا شروع میں لتنذر فرمایا تھا یہ اس کی تعمیل ہے اور اس جگہ یسمعون فرمایا کیونکہ گذشتہ تاریخ سماعت سے تعلق رکھتی ہے ۱۲ منہ

مِنْهُ اَنْعَامُهُمْ وَ اَنْفُسُهُمْ اَفَلَا يُبْصِرُوْنَ ۝ وَ

اس سے چوپائے ان کے اور وہ خود بھی تو کیا وہ دیکھتے نہیں ؎۲۸ اور

يَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْفَتْحُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝

کہتے ہیں کب ہوگا یہ فیصلہ اگر تم سچے ہو تو بتاؤ ؎۲۹ (ان کو)

قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِيْمَانُهُمْ

کہیے کہ دن فیصلے کے نہیں نفع دے گا کافروں کو ان کا مان جانا اور

وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ۝ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَانْتَظِرْ اِنَّهُمْ مُّنْتَظِرُوْنَ ۝

نہ ان کو مہلت ہی ملے گی، پس اے پیغمبر! آپ ان سے منہ موڑ لیں اور انتظار کریں (خدا کے وعدے کا) بیشک وہ بھی انتظار

؎۲۸ یہ امکان قیامت کی نظیر ہے کہ جیسے مردہ زمین ہری ہو جاتی ہے اسی طرح تم بھی زندہ ہو سکتے ہو اس جگہ یبصرون فرمایا کیونکہ زمین کی زندگی بصارت اور رویت کے متعلق ہے ۱۲ منہ

؎۲۹ پہلے منکرین بھی اپنے انبیاء سے کہتے تھے کہ عذاب کا وقت بتاؤ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منکرین بھی کہتے تھے کہ عذاب کا وقت بتاؤ۔ خدائے تعالیٰ نے فرمایا کہ استیصال کے عذاب کا وقت یا قیامت کے فیصلے کے وقت کا ایمان منظور نہیں پھر معلوم کرانے سے کیا حاصل؟ عذاب اور قیامت سے پہلے ایمان لاؤ تو مفید ہو۔

؎۳۰ ہر طرح کے بیان وافی اور جواب شافی سے حجت پوری کرنے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ اے ہمارے حبیب! اب ان سے منہ موڑ لیجیے اور ہمارے فیصلے کا منتظر رہیے چنانچہ خدائے تعالیٰ نے واقعات سے فیصلہ کر دیا کہ دین غالب ہو گیا اور لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ کی پیشگوئی پوری ہو گئی اور اب مکذبین کا نام لیوا کوئی نہیں، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دین مشرق و مغرب میں پھیل چکا ہے۔

تَمَّ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ ۵ ۳۰

۲۔ سورت یٰسٓ

فضائل و مسائل یہ سورت مکہ شریف میں اتری بسم اللہ کے بعد اس کی تراسی (۸۳) آیات اور پانچ رکوع ہیں۔ حافظ ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر میں اس سورت کے فضائل میں کئی ایک روایات مرفوعہ بیان کی ہیں۔ بعض کو ضعیف کہا ہے اور ایک کی اسناد کو جیّد کہا ہے اور بعض سے سکوت کیا ہے۔

(۱) امام دارمیؒ وغیرہ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا جس نے رات کے وقت سورت یٰسٓ پڑھی ذات خدا کی رضامندی کی طلب میں اس کو اسی رات میں بخش دیا جاتا ہے اس کی اسناد جیّد ہے۔

(۲) امام دارمیؒ نے عطاء بن ابی رباح تابعیؒ سے مرسلاً روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا جس نے پڑھی سورت یٰسٓ شروع دن میں اس کی سب حاجات پوری کی جاتی ہیں (مشکوٰۃ صفحہ ۱۸۹)

(۳) امام بزارؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا میں آرزو کرتا ہوں کہ یہ سورۃ یعنی یٰسٓ میری امت کے ہر انسان کے دل میں ہو (یعنی اسے حفظ ہو)

(۴) امام احمدؒ، ابوداؤدؒ وغیرہما نے حضرت معقل بن یسارؓ سے روایت کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ پڑھو تم اس کو یعنی سورت یٰسٓ کو اپنے مرنے والوں پر حافظ ابن کثیرؒ نے اسی حدیث کے بعد فرمایا:

اسی لیے بعض علماء نے کہا ہے کہ اس سورت کی خصوصیتوں میں سے ہے کہ جس مشکل کے وقت اسے پڑھا جائے خدا تعالیٰ اسے آسان کر دیتا ہے۔ مرنے والے پر اس کی قراءت اس لیے ہے کہ رحمت اور برکت کا نزول ہو اور اس کی روح آسانی سے نکلے۔" (مترجماً)

سورۃ یٰسٓ مکیۃ وھی بعد البسملۃ ثلٰث وثمانون اٰیۃ وّخمس رکوعات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو رحمٰن و رحیم ہے

یٰسٓ ۝ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِیْمِ ۝ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۝

یٰسٓ قسم ہے قرآن حکمت والے کی [۱] بیشک آپ (اے محمد صلعم) البتہ رسولوں سے ہیں

عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝ تَنْزِیْلَ الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ ۝

اوپر سیدھے رستے کے (کیونکہ یہ قرآن) اتارا ہوا خدائے غالب (و) مہربان کا (ہے) [۲]

لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّاۤ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ۝ لَقَدْ

تاکہ آپ آگاہ کریں ایسی قوم کو کہ نہیں ڈرائے گئے ان کے (قریب العہد) باپ دادے پس وہ غفلت اور بنجری میں پڑے ہیں [۳]

حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰۤى اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ۝

البتہ ضرور ثابت ہو چکا ہے قول (خدا کا) ان میں سے اکثروں پر پس وہ ایمان نہیں لائیں گے [۴]

[۱] آنحضرتؐ کی صداقت نبوت پر قرآن کی قسم کی اور اسے باحکمت کہا یعنی تعلیم قرآن کا باحکمت ہونا شاہد ہے کہ آپ پیغمبر برحق ہیں کیونکہ کوئی اُمّی از خود ایسا باحکمت کلام پیش نہیں کر سکتا جو جمیع علوم و عملیات شرعیہ پر حاوی بھی ہو اور اس کی تعلیم باحکمت و بامصلحت بھی ہو ۱۲ [۲] ظاہر ہے کہ غالب اور مہربان خدا تعالیٰ کی صفت میں کہا گیا ہے۔ لیکن سوامی دیانند جی کی ستیارتھ پرکاش میں اس آیت کا پہلے ترجمہ لکھا ہے "آتارا خدا غالب مہربان نے" پھر اس پر اعتراض لکھا ہے: "اگر پیغمبر محمد صاحب سب پر غالب ہوتے الخ" ظاہر ہے کہ اس جگہ غالب صفت خدا کی ہے نہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پس اعتراض فضول ہے ۱۲ منہ [۳] یعنی مکہ میں حضرت اسماعیلؑ سے آنحضرت صلعم تک کوئی نبی معبوث نہیں ہوا تو یہ بالکل بنجر زمین کی طرح پڑے تھے (غفل بنجر زمین کو کہتے ہیں) پس آپ ان کو آگاہ کرنے کے لیے معبوث کیے گئے ہیں ۱۲ منہ

[۴] یعنی آپ کی بعثت سے ان لوگوں پر حجت پوری ہو گئی تو ان پہ خدا کا فرمان عذاب ثابت ہو گیا۔ پس جب وہ خدا کے نزدیک لائق عذاب ہو گئے تو اب وہ ایمان نہیں لائیں گے ۱۲ منہ

إِنَّا جَعَلْنَا فِي أَعْنَاقِهِمْ أَغْلَالًا فَهِيَ إِلَى الْأَذْقَانِ فَهُمْ

(اسی وجہ سے) ہم نے ڈال دیئے ان کی گردنوں میں طوق (گمراہی کے) پس وہ (طوق انکی) ٹھوڑیوں تک ہیں ایسے

مُّقْمَحُونَ ○ وَجَعَلْنَا مِن بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا وَمِنْ

وہ سر اونچا کیے ہوئے (چل رہے) ہیں اور (علاوہ اسکے) ہم نے بنا دی ان کے سامنے ایک دیوار اور ان کے

خَلْفِهِمْ سَدًّا فَأَغْشَيْنَاهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ ○ وَسَوَاءٌ

پیچھے بھی ایک دیوار پھر (اوپر سے) ان کو ڈھانپ دیا ہے پس ان کو (کسی طرف سے) نہیں سوجھتا ۵ اور برابر ہے

عَلَيْهِمْ أَأَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ○

ان پر آیا ڈرادیں آپ ان کو یا نہ ڈرادیں ان کو وہ ایمان نہیں لائیں گے ۵

إِنَّمَا تُنذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمَٰنَ بِالْغَيْبِ

سوائے اسکے نہیں کہ آپ تو صرف اسے ڈراتے ہیں جو پیروی کرے اس نصیحت کی یعنی قرآن حکیم کی اور ڈرے رحمٰن سے

فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَأَجْرٍ كَرِيمٍ ○ إِنَّا نَحْنُ نُحْيِي الْمَوْتَىٰ

پس خوشخبری سنا دیجیے اسے معافی کی اور ثواب باعزت کی بیشک ہم زندہ کریں گے مُردوں کو (قیامت کے دن)

۵ یہاں کا حال ہے جن کے گلوں میں رسوم جاہلیت کے طوق ہیں آنحضرتؐ انہی کے اتارنے کو مبعوث ہوئے جیسا کہ فرمایا ویضع عنھم اصرھم والاغلال التی کانت علیھم (اعراف پ ۹) لیکن ع "تہی دستاں را چہ سود از رہبر کامل" پس وہی اعمال بد گلے کا ہار ہو کر بطور جزائے وفاقاً قیامت کو اغلال کی صورت میں متجسد ہو جائیں گے اعاذنا اللہ منہا جیسا کہ فرمایا فسوف یعلمون اذ الاغلال فی اعناقھم والسلاسل (پ ۲۴ مومن ع ۸) یعنی پس عنقریب جان لیں گے جب طوق اور زنجیر ان کی گردنوں میں ہوں گے ۱۲ منہ ۶ ہر طرف سے رکاوٹ ہو اور روشنی کسی جانب سے داخل نہ ہو سکے تو سوجھے کیا خاک یہی حال ان لوگوں کا ہے جو بداعتقادی، بدعملی، بداخلاقی اور بدرسوم کی پیروی کی اندھیروں میں پھنسے رہتے ہیں ان سے نصیحت قبول کرنے کی امید بے سود ہے۔ یہ دیوار اور پردہ معنوی ہے جیسا کہ سورۂ بنی اسرائیل کے رکوع ۵ میں فرمایا حجاباً مستوراً یعنی پردہ چھپا ہوا ۷ جب کفر پر اصرار کرنے سے خدا کی لعنت کے لائق ہو گئے تو ایمان لانے کی کیا صورت رہی پس ان کے لیے وعظ و تذکیر کرنا نہ کرنا برابر ہے ۱۲ منہ ۸ یعنی آپ کی پند و نصیحت سے صرف ان لوگوں کو فائدہ ہوتا ہے جو نصیحت کو قبول کریں تو گویا آپ نے انہی کو نصیحت کی جیسے مثل ہے قد تبین الصبح لذی عینین یعنی صبح ظاہر ہو گئی دو آنکھوں والے کے لیے حالانکہ صبح سب کے لیے روشن ہوتی ہے لیکن چونکہ اندھے اس روشنی سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے ایسے گویا ان کے لیے سورج کا چڑھنا نہ چڑھنا برابر ہے ۱۲ منہ ۹ حقیقت خدا کے خوف کی یہی ہے کہ تنہائی میں جہاں پر سوائے اس کے کوئی نہیں دیکھتا اسی سے ڈریں ۱۲ منہ

وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوا وَآثَارَهُمْ وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ

اور لکھتے جاتے ہیں ہم جو کچھ ہم نے آگے بھیجا انہوں نے اور انکے پیچھے رہے نشانات کو بھی اور ہر شی کو ہم نے شمار کر رکھا

فِي إِمَامٍ مُّبِينٍ ۝ وَاضْرِبْ لَهُم مَّثَلًا أَصْحَابَ الْقَرْيَةِ

ہے کتاب مبین یعنی لوح محفوظ میں ۱۱ اور بیان کیجئے ان کے لیے حال ان بستی والوں کا جب آ تے

إِذْ جَاءَهَا الْمُرْسَلُونَ ۝ إِذْ أَرْسَلْنَا إِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ

اسکے میں بھیجے ہو تے جب بھیجے ہم نے ان کی طرف دو (رسول) تو انہوں

فَكَذَّبُوهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوا إِنَّا إِلَيْكُم مُّرْسَلُونَ ۝

نے ان دونوں کو جھٹلایا پھر ہم نے تائید کی ساتھ تیسرے کے تو ان تینوں نے کہا بیشک ہم تمہاری طرف فرستادہ ہیں ۱۲

قَالُوا مَا أَنتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَمَا أَنزَلَ الرَّحْمَٰنُ

ان بستی والوں نے کہا نہیں ہو تم مگر بشر مثل ہماری اور نہیں اتارا خدائے رحمٰن نے

مِن شَيْءٍ إِنْ أَنتُمْ إِلَّا تَكْذِبُونَ ۝

کچھ بھی نہیں کہتے تم مگر جھوٹ ۱۳

۱۱ اس جگہ مفسرینؒ نے آثار وحدیث کو ملحوظ رکھتے ہوئے آثار کے دو معنی بیان کرتے ہیں ایک وہ قدم جو مساجد وجہاد وغیرہ طاعت کے کاموں وغیرہ میں اٹھائے جاتے ہیں، دوم وہ جو آدمی اپنے مرنے کے بعد نیکی یا بدی کے متعدی کام چھوڑ جاتا ہے ۱۲ منہ ۱۲ یہ بستی کونسی تھی؟ اس میں مختلف اقوال ہیں بعض انطاکیہ بتاتے ہیں بعض کوئی اور، قرآن شریف میں گذشتہ قصے عبرت وموعظت کے لیے بیان ہوتے ہیں علم تاریخ کے طور پر ان کو محفوظ رکھنے کے لیے نام کی تعیین ضروری نہیں کوئی بھی بستی ہو عبرت ہر حال میں ہو سکتی ہے ۱۲ مفسرین کہتے ہیں کہ یہ حضرت عیسیٰؑ کے حواری تھے جو آپ نے اہل انطاکیہ کی طرف خدا کے حکم سے تبلیغ کے لیے بھیجے تھے اسلیے خدائے تعالیٰ نے اس امر کو اپنی طرف نسبت کیا کہ ہم نے بھیجے تھے لیکن منکریوں کا یہ عذر کہ تم تو ہماری طرح کے بشر ہو تم پر وحی کیسے آئی؟ دیگر منکرین رسالت قوموں کی طرح کا عذر ہے۔ لہٰذا یہ مستقل پیغمبر معلوم ہوتے ہیں، حافظ ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر میں اس امر کو مفصل ذکر کیا ہے اور چونکہ بعد عیسیٰؑ کے کوئی نبی سوائے آنحضرتؐ کے مبعوث نہیں ہوا جیسا کہ صحیح بخاری کی حدیث لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ نَبِيٌّ سے ظاہر ہے اس لیے ان پیغمبروں کا زمانہ عیسیٰؑ سے پیشتر ماننا پڑے گا واللہ اعلم ۱۲ منہ ۱۳ اس سے معلوم ہوا کہ وہ لوگ خدا کی خدائی کے قائل تھے لیکن پیغمبروں کی رسالت سے منکر تھے پس اسی پر خدا تعالیٰ نے ان کو عذاب کیا ۱۲

قَالُوْا رَبُّنَا يَعْلَمُ اِنَّآ اِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُوْنَ ۝ وَمَا

ان (پیغمبروں) نے کہا ہمارا رب جانتا ہے[14] کہ ہم تمہاری طرف البتہ بھیجے ہوئے آئے ہیں[15] اور نہیں ہمارے ذمہ

عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝ قَالُوْٓا اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ ۚ

مگر پہنچا دینا بر ملا — انہوں نے کہا بیشک ہم نے تمہاری وجہ سے بدشگونی پائی

لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَلَيَمَسَّنَّكُمْ مِّنَّا عَذَابٌ

البتہ اگر تم اس (وعظ و تبلیغ سے) باز نہ آئے تو ہم تم کو ضرور سنگسار کریں گے اور ضرور پہنچے گا تم کو ہم سے عذاب دردناک

اَلِيْمٌ ۝ قَالُوْا طَآئِرُكُمْ مَّعَكُمْ ۭ اَئِنْ ذُكِّرْتُمْ ۭ بَلْ اَنْتُمْ

[16] ان پیغمبروں نے کہا تمہاری بدشگونی تمہارے ساتھ آئی ہے کیا (تم اسلیے کہتے ہو) تم کو نصیحت کی گئی ہے بلکہ تم (سراسر)

قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ۝ وَجَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ

زیادتی کرنے والے لوگ ہو — اور آیا شہر کے پرلے سرے سے — ایک شخص[18]

يَّسْعٰى قَالَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اتَّبِعُوْا مَنْ

دوڑتا ہوا (اور آتے ہی) کہنے لگا اے میری قوم تم ان رسولوں کی پیروی اختیار کر لو، پیروی کرو تم ایسے

---

[14] کسی امر کی بابت خدا کو شاہد گزارنا بمنزلہ خدا کی قسم کے ہے جیسا کہ سورہ نور میں ہے ان تشھد اربع شھادات باللّٰہ (رکوع اوّل) پس اس جگہ ربنا یعلم کہنا بھی بمنزلہ قسم کے ہے ۱۲ منہ [15] اس دوسری دفعہ میں ربنا یعلم (قسم) اور لمرسلون میں لام تاکید بھی ذکر کیا ہے اور پہلی دفعہ نہیں کیا کیونکہ دوسری دفعہ ان منکروں نے شدت سے انکار کیا اور ان فرستادگان خدا کو کہا کہ تم ہماری ہی مثل بشر ہو تمہارے ہاتھ خدائے رحمٰن نے کوئی بھی پیغام نہیں بھیجا تم تو نرا جھوٹ کہتے ہو کہا، پس ان فرستادگان خدا نے بھی ان کی شدت کے مقابلہ میں اپنے کلام میں پہلے کی نسبت زائد مؤکدات کا استعمال کیا تلخیص المفتاح میں اسناد خبری کی بحث میں کلام میں مؤکدات کے متعلق یہی لکھا ہے علم بلاغت میں یہ نہایت اہم مسئلہ ہے ۱۲ منہ [16] تکذیب کے سبب ان لوگوں کو خدا کی طرف سے کچھ تکلیفیں پہنچیں جیسی کہ فرعونیوں کو پہنچی تھیں تو انہوں نے ذہنیت کی خرابی سے یہ کہا کہ (معاذ اللہ) یہ ان پیغمبروں کی شومی کے سبب سے ہیں۔ اگر یہ لوگ ہمارے معبودوں کی مذمت نہ کرتے تو ہم پر یہ مصیبتیں نہ آتیں پس ہم ان کے انتقام میں ان واعظوں سے برا سلوک کریں گے" الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے" اسی کو کہتے ہیں اہل مکہ کی حالت بھی اسی طرح کی تھی چنانچہ فرمایا یکادون یسطون بالذین یتلون علیھم ایاتنا (رکوع حج) (باقی اگلے صفحہ پر)

لَّا يَسْـَٔلُكُمْ اَجْرًا وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝ وَمَا

لوگوں کی جو تم سے نہیں مانگتے کسی قسم کی اجرت اور وہ بر سر ہدایت بھی ہیں ۱۹؎ اور مجھے

لِیَ لَآ اَعْبُدُ الَّذِیْ فَطَرَنِیْ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝

کیا ہے کہ میں اس ذات کی عبادت نہ کروں جس نے مجھے پیدا کیا اور آخر کار تم سب (طوعاً کرہاً) اسی کی طرف لوٹائے

ءَاَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً اِنْ یُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ

کیا میں اس کے سوائے غیروں کو معبود ٹھہرا لوں اگر (خدائے) رحمٰن ارادہ کرے مجھے تکلیف پہنچانے کا

بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّیْ شَفَاعَتُهُمْ شَیْـًٔا

تو نہ ہٹا سکے مجھ سے ان کی شفاعت کچھ بھی اور نہ وہ

وَّلَا یُنْقِذُوْنِ ۝ اِنِّیْٓ اِذًا لَّفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝

مجھ کو (اس تکلیف سے) چھوڑا سکیں (اور اگر میں بالفرض خدا کے سوا اور کی عبادت کروں) تو میں اسوقت بالیقین صریح گمراہی میں

اِنِّیْٓ اٰمَنْتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُوْنِ ۝

میں تو بالیقین تمہارے (اور اپنے) پروردگار پر ایمان لے آیا ہوں پس تم میری بات سنو اور مان لو (انہوں نے اسے مار ڈالا تو

اسی لیے خدائے تعالیٰ نے آنحضرتؐ کو مخاطب کرکے فرمایا کہ ان کو اس بستی والوں کا حال سنا دیجئے تاکہ یہ عبرت پکڑیں ۱۲ منہ

۱۷؎ طائرکم معکم یعنی تمہارے بداعمال تمہارے سر پر سوار اور تمہارے گلے کا ہار ہو رہے ہیں انہی کی شامت سے یہ سب عذاب ہو رہے ہیں پس یہ سب شامتیں تمہارے اپنے ہی ساتھ ہیں شامت اعمال ما صورت نادر گرفت اسکی نام ہے ۱۲ منہ

۱۸؎ مفسرینؒ نے کہا کہ اس شخص کا نام حبیبؒ تھا اور قوم کا نجار تھا خدائے تعالیٰ نے نام نہیں بتایا کوئی بھی ہو نام کی تعیین سے غرض نہیں جیسے موسیٰؑ کے خیر خواہ کا نام نہیں بتایا وہاں بھی ایسا ہی فرمادیا وجاء من اقصا المدینة رجل یسعٰی (قصص پ۲۰) نیز فرمایا وقال رجل مومن من اٰل فرعون (مومن پ۲۴) ۱۹؎ یعنی جو خود بر سر ہدایت ہو اور طمع و غرض کے سوا دوسرے کی خیر خواہی کرے اور اسے ہدایت کی طرف بلاوے تو اس کی پیروی کیوں نہ کی جاوے جیسا کہ فرمایا ومن احسن قولا ممن دعا الی اللّٰہ وعمل صالحا وقال اننی من المسلمین (حم السجدہ پ۲۴) ۲۰؎ اس میں سمجھایا کہ عبادت حق خالقیت ہے خدا کے سوا کوئی خالق نہیں تو کسی اور کی عبادت بھی جائز نہیں جیسا کہ فرمایا یا ایھا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم (البقرہ پ۱) نیز فرمایا ھل من خالق غیر اللّٰہ یرزقکم (فاطر پ۲۲) ۱۲ منہ

قِيلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ ۖ قَالَ يٰلَيْتَ قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ ۝

حکم ہوا کہ تو (فوراً) جنت میں داخل ہو جا اس نے (وہاں پر) حسرت سے کہا کاش میری قوم اس حقیقت کو جان لیتی ۲۱ے

بِمَا غَفَرَ لِيْ رَبِّيْ وَجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ ۝ وَمَا اَنْزَلْنَا عَلٰى

جسکی وجہ سے مجھے میرے پروردگار نے بخش دیا اور مجھے کر دیا (اپنے) باعزت لوگوں میں سے، اور نہ نازل کیا ہم نے اس کی قوم پر

قَوْمِهٖ مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ جُنْدٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَمَا كُنَّا مُنْزِلِيْنَ ۝ اِنْ

اسکے بعد (ان کی ہلاکت کیلیے) کوئی لشکر آسمان سے اور نہ ہمیں اتارنے کی ضرورت ہی پڑی (کیونکہ ان کی ہلاکت کے لیے) صرف ایک

كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ خٰمِدُوْنَ ۝ يٰحَسْرَةً

ہی سخت آواز کافی ہوئی) پس ناگاہ وہ بجھی ہوئی آگ (کی طرح) ہو گئے ۲۲ے ہائے افسوس ایسے (نافرمان)

عَلَى الْعِبَادِ ۚ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝

بندوں پر کہ نہیں آیا ان کے پاس کوئی رسول مگر وہ اس کو ٹھٹھا مخول ہی کرتے رہے

اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ اَنَّهُمْ اِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ۝

کیا نہیں دیکھا انہوں نے کتنے ہلاک کیے ہم نے ان سے پہلے زمانے کہ وہ ان کی طرف لوٹ کر نہیں آتے ۲۳ے

۲۱ے مفسرین نے کہا ہے کہ ان بدبخت لوگوں نے اس ولی اللہ کو قتل کر ڈالا خدائے تعالیٰ نے اسی وقت اسے جنت کا معاینہ کرا کر فرمایا کہ اس میں داخل ہو جا اس وقت اس خدا کے نیک بندے نے اس قوم کی بدبختی پر افسوس کر کے ایسا کہا۔ اسی طرح فرعون کی بیوی جب موسیٰؑ پر ایمان لائی تو خدائے تعالیٰ نے اسے بھی جنت کا معاینہ کرایا، اسی طرح حضرت خبیب صحابیؓ کو بھی کرایا ۱۲ منہ ۲۲ے اس ولی اللہ کے قتل کے سبب اس قوم پر خدا کا غضب ٹوٹا اور ان کو ایک ہی سخت غیبی چنگاڑ نے نیست و نابود کر دیا۔ صحیح بخاری میں حدیث قدسی میں ہے کہ جو کوئی میرے ولی سے دشمنی رکھتا ہے میں اسے لڑائی کا چیلنج کرتا ہوں اعاذنا اللہ ۱۲ منہ

۲۳ے یعنی عمل کے لیے دنیا کی زندگی ایک ہی دفعہ ہے پس اسی حاضر زندگی میں ایمان کو قبول کر کے عمل صالح کر لینے چاہئیں۔ دوسری دفعہ آنا نہیں ملے گا اور حضرت عیسیٰؑ کے معجزے سے جو مردے زندہ ہوتے تھے ان کو زندگی عمل کے لیے نہیں ملی تھی بلکہ وہ صرف ایک معجزہ تھا جو حضرت عیسیٰؑ کی نبوت ثابت کرنے کے لیے تھا اس لیے وہ لوگ ظہور معجزہ کے بعد پھر مردہ ہو جاتے تھے ۱۲ منہ

۲٤

وَإِنْ كُلٌّ لَّمَّا جَمِيعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُونَ ۝ وَآيَةٌ لَّهُمُ

اور ضرور ہے کہ سب کے سب ہمارے سامنے حاضر کیے جائیں گے ۲۴؎ اور ایک نشانی ان کے لیے

الْأَرْضُ الْمَيْتَةُ أَحْيَيْنَاهَا وَأَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ

۲۵؎ مردہ زمین ہے ۲۶؎ کہ ہم نے اسے زندہ کیا اور نکالا اس سے اناج پس وہ اس میں سے

يَأْكُلُونَ ۝ وَجَعَلْنَا فِيهَا جَنَّاتٍ مِّن نَّخِيلٍ وَأَعْنَابٍ وَ

کھاتے ہیں اور بنائے ہم نے اس میں کئی ایک باغ کھجور کے اور انگور کے اور جاری کیے

فَجَّرْنَا فِيهَا مِنَ الْعُيُونِ ۝ لِيَأْكُلُوا مِن ثَمَرِهِ ۙ وَمَا

ہم نے اس میں کئی چشمے تاکہ کھاویں اس کے پھلوں سے ۲۷؎ اور اس سے بھی

عَمِلَتْهُ أَيْدِيهِمْ ۖ أَفَلَا يَشْكُرُونَ ۝ سُبْحَانَ الَّذِي

جسے بنایا ان کے ہاتھوں نے ۲۸؎ تو کیا یہ لوگ شکر نہیں کرتے۔ پاک ذات ہے وہ خدا جس نے

۲۴؎ یہ اس لیے فرمایا کہ دنیا میں جو عذاب آتے ہیں وہ جزوی جزا ہے۔ پوری جزا کے لیے روز قیامت مقرر ہے جیسا کہ فرمایا وانما توفون اجورکم یوم القیامۃ (آل عمران پ۴) ۱۲ منہ ۲۵؎ اس جگہ یہ امکانِ قیامت کی پہلی دلیل ہے دوسری اس کے بعد وآیۃ لھم اللیل تیسری اس کے بعد وآیۃ لھم انا حملنا ذریتھم الآیہ ۱۲ منہ ۲۶؎ جب زمین شدتِ لو اور گرمی سے خشک اور افتادہ ہو جاتی ہے تو اس کی یہ حالت مردہ کی طرح ہوتی ہے۔ پھر جب موسم برسات میں خدائے تعالیٰ بارش سے اسے ہری بھری کر دیتا ہے اور اس میں ہر طرح کی سبزی اور میوہ جات اور غلہ پیدا کر دیتا ہے تو یہ اسکی حالتِ زندگی گنی جاتی ہے اسی طرح سمجھو کہ تمہارے مرے پیچھے تم کو بھی زندہ کرے گا ۱۲ منہ ۲۷؎ ثمرہٖ کی ضمیر میں ایک مشکل ہے کہ یہ واحد مذکر غائب ہے اور اس کا مرجع سابقاً نظر نہیں آتا عام مفسرین نے اسے ما ذکر کے معنی میں لیکر مشکل کو حل کیا ہے لیکن صاحبِ تفسیر رحمانی نے اسے خدا کی طرف پھیرا ہے بصنعت التفات یعنی وہ پھل جو خدا نے پیدا کیے ۱۲ منہ ۲۸؎ وما عملتہ میں ما کے متعلق دو قول ہیں نافیہ اور موصولہ، نافیہ کی صورت میں ترجمہ یہ ہوگا کہ نہیں بنایا اسے ان کے ہاتھوں نے لیکن اس صورت میں ہٗ کی ضمیر مفعول کے مذکر لانے اور اس کے مرجع کے متعلق فقیر کے دل میں خلجان ہے۔ اور موصولہ کی صورت میں معنی یہ ہوں گے کہ پھل جو براہِ راست دستِ قدرت کے کرشمے ہیں وہ بھی تم کھاتے ہو اور ان پھلوں سے دیگر چیزیں جو تم اپنی صنعت سے بناتے ہو وہ بھی کھاتے ہو پس شکر گذاری اختیار کرو صاحبِ تفسیر رحمانی نے یہی معنی لیے ہیں ۱۲ منہ

خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْبِتُ الْاَرْضُ وَ مِنْ

پیدا کیں سب جنسیں ان چیزوں کی جو اگاتی ہے زمین [۲۹] اور ان کے

اَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الَّيْلُ

نفسوں سے بھی اور اس سے بھی جو ان کو معلوم نہیں اور ایک نشان ان کے لیے رات بھی ہے

نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ ۝ وَالشَّمْسُ

ادھیڑ لیتے ہیں ہم اس سے دن کو پس ناگاہ وہ اندھیرے میں آجاتے ہیں اور سورج چلا جاتا

تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝ وَ

ہے اس قرار گاہ پر جو مقرر ہے اس کے لیے یہ اندازہ زبردست علیم (دکل) کا [۳۰] اور

الْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ ۝

چاند کی بھی ہم نے مقرر کردی ہیں منزلیں حتیٰ کہ گھٹتے گھٹتے ہو جاتا ہے مثل شاخ پرانی کے [۳۱]

[۲۹] صاحب تفسیر رحمانی نے مما تنبت الارض سے امور داخلیہ جو فساد پذیر ہیں اور من انفسہم سے امور روحانیہ جو غیر قابل فساد ہے اور مما لا یعلمون سے وہ خواص شریفہ جو انسانی احاطۂ علم سے خارج ہیں مراد لیے ہیں ۱۲ منہ [۳۰] سورج اور چاند کی گردش اور ان میں ایک دوسرے کی کشش خدا تعالیٰ نے ایسے انداز سے رکھی ہے کہ اس میں کسی طرح کا خلل نہیں پڑتا کیونکہ خدائے تعالیٰ زبردست ضابطہ (کنٹرولر) اور علیم (دکل) اور حکیم مطلق ہے۔ ریلوے گاڑیوں کے انتظامات میں ہر قسم کی احتیاط اور پیش بندی رکھی ہوتی ہے لائن کلیر دیئے جاتے ہیں نظام اوقات کے لیے کنٹرولر مقرر ہیں۔ لائن کی درستی دیکھنے کے لیے پلیٹر بھی ہیں اطلاع کے لیے تار برقی بھی ہے لائن بدلنے کی ضرورت پر کانٹے والا بھی کھڑا ہے رفتار کی سپیڈ کا اندازہ بھی مقرر ہے لیکن دو گاڑیوں کی ٹکروں اور لائن سے گاڑی کے اتر جانے کے حوادث ہوتے رہتے ہیں کیونکہ انسان علیم و قدیر نہیں ہے ۱۲ منہ [۳۱] چاند کی منزلیں اٹھائیس ہیں چودہ بڑھنے کی اور چودہ گھٹنے کی، یہی صورت ہے حتیٰ عاد کی۔ اسی طرح فرمایا سورۂ یونس میں هو الذی جعل الشمس ضیاءً و القمر نورًا و قدرہ منازل لتعلموا عدد السنین و الحساب ۱۲

لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ

نہ سورج سے ہو سکتا ہے کہ جا پکڑے چاند کو اور نہ رات پہلے آ سکتی ہے

سَابِقُ النَّهَارِ ؕ وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ۝ وَاٰيَةٌ لَّهُمْ

دن کے حالانکہ سب اپنے اپنے گھیرے میں تیر رہے ہیں ف۳۲ اور ایک نشان ان کے لیے

اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ۝ وَخَلَقْنَا

یہ ہے کہ ہم نے سوار کیا ان کی نسل کو کشتی بھری ہوئی میں ف۳۳ اور پیدا کیں ہم نے

لَهُمْ مِّنْ مِّثْلِهٖ مَا يَرْكَبُوْنَ ۝ وَاِنْ نَّشَاْ نُغْرِقْهُمْ

ان کے لیے اس (کشتی) کی طرح وہ چیزیں جس پر وہ (خشکی میں) سوار ہوتے ہیں ف۳۴ اور اگر ہم چاہیں تو ان کو غرق کر دیں

فَلَا صَرِيْخَ لَهُمْ وَلَا هُمْ يُنْقَذُوْنَ ۝ اِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا

پس نہ ہو کوئی فریاد رس ان کا اور نہ وہ چھڑائے جائیں ف۳۵ مگر ہماری رحمت سے اور

وَمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّقُوْا مَا بَيْنَ

فائدہ اٹھانے کے لیے ایک وقت مقرر تک ف۳۶ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ تم ڈرو ان (حوادث) سے جو تمہارے

ف۳۲ سورج متحرک ہے یا ساکن، پرانے یونانیوں اور حال کے یورپین ہیئت دانوں میں اختلاف ہے لیکن اس میں اختلاف نہیں کہ سورج اپنے محور کے گرد حرکت کرتا ہے اور اسی طرح ہر ایک ستارہ بھی اپنے اپنے محور کے گرد گردش کرتا ہے اسی کو کل فی فلک یسبحون فرمایا واللہ اعلم، آیت کا مطلب یہ ہے کہ باوجود سب کے متحرک ہونے کے آپس میں ٹکراتے نہیں ف۳۳ یعنی حضرت نوحؑ کے وقت میں، نہیں تو انسان کا تخم نہ رہتا (موضح القرآن) یا عام کشتی کہ انسانی نسل اس کے ذریعے بحری سفر کرتی ہے ۱۲ منہ ف۳۴ یعنی اونٹ جسے خشکی کا جہاز کہتے ہیں کہ گھر کا اسباب بھی اور بال بچہ بھی اس پر لاد کر ریگستان کا سفر کرتے ہیں ۱۲ منہ ف۳۵ بحری سفر میں کشتی یا جہاز ڈوب جائے تو امید بچنے کی ٹوٹ جاتی ہے اور بری سفر میں اس طرح یہ آس نہیں ٹوٹتی اس لیے صرف پانی میں ڈوبنے کا ذکر کیا ۱۲ منہ

ف۳۶ یعنی بچاؤ کی کوئی صورت ہے تو ہماری رحمت ہی سے ہے پس اضطرار اور اختیار ہر حال میں ہماری طرف رجوع کرنا اور ہم ہی سے مشکل کشائی اور دستگیری کی دعائیں کرنی چاہییں، نہ کہ غیروں سے ۱۲ منہ

أَيْدِيكُمْ وَمَا خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝ وَمَا تَأْتِيهِم

سامنے ہیں اور جو تمہارے پیچھے ہوتی ہے تاکہ تم پر (خدا کی) رحمت ہو اور نہیں آتی ان کے پاس کوئی

مِّنْ آيَةٍ مِّنْ آيَاتِ رَبِّهِمْ إِلَّا كَانُوا عَنْهَا مُعْرِضِينَ ۝

نشانی ان کے رب کی نشانیوں میں سے مگر ان سے منہ پھیر لیتے ہیں ۳۷؎

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ أَنفِقُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ قَالَ الَّذِينَ

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ (راہ خدا میں) خرچ کرو اس میں سے جو تم کو خدا نے دیا ہے تو جنہوں نے کفر اختیار

كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا أَنُطْعِمُ مَن لَّوْ يَشَاءُ اللَّهُ أَطْعَمَهُ

کر رکھا ہے کہتے ہیں ایمان والوں کو کیا طعام دیں ہم اس کو کہ اگر چاہتا اللہ طعام دیتا اس کو

إِنْ أَنتُمْ إِلَّا فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا

نہیں تم مگر گمراہی ظاہر میں ۳۸؎ اور کہتے ہیں کب واقع ہوگا یہ وعدہ

الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۝ مَا يَنظُرُونَ إِلَّا صَيْحَةً

(قیامت) اگر تم سچے ہو (تو اسکا وقت معین بتلاؤ) نہیں انتظار کرتے یہ منکر مگر ایک تند آواز کا

۳۷؎ یعنی تقویٰ کے وعظ اور واقعات و نشانات قدرت سے عبرت نہیں پکڑتے بلکہ ہر دو سے روگرداں رہتے ہیں تو یہ ان کی بے بصیرتی اور کور باطنی کی دلیل ہے ۱۲ منہ

۳۸؎ ان انتم الخ یا تو تتمہ ہے منکرین کے قول کا کہ وہ مومنوں کو کہتے ہیں کہ تم جو ہم کو کہتے ہیں کہ خدا کے نام پر کچھ مساکین کو بھی دیا کرو تو تم اس وعظ میں صریحاً غلطی پر ہو۔ کیونکہ اگر خدا کو منظور ہوتا تو ان کو اپنے پاس سے دیتا۔ یا یہ مقولہ خدا تعالیٰ کا ہے منکروں کی تردید میں کہ تم جو کہتے ہو کہ خدا کو منظور ہوتا تو وہ خود ان کو دیتا۔ تم اس قول میں صریحاً گمراہی میں ہو۔ کیونکہ شفقت و رحمت کا جذبہ فطری امر ہے اور تمہارے قول سے اسے انسان کی طبع سے معدوم کرنا پڑتا ہے اور اس میں تبدیل فطرت ہے جو جائز نہیں ۱۲ منہ

وَّاحِدَةً تَأْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُوْنَ ○ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ
جو پکڑے گی ان کو اور وہ جھگڑ رہے ہوں گے[39] پس (ایسے حال میں) نہ تو کر سکیں گے

تَوْصِيَةً وَّلَآ اِلٰٓى اَهْلِهِمْ يَرْجِعُوْنَ ○ وَنُفِخَ فِى الصُّوْرِ
وصیت اور نہ اپنے اہل وعیال کی طرف واپس آسکیں گے (اور کچھ مدت بعد دوسری دفعہ) پھونکا جاویگا تو نا میں

فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ ○ قَالُوْا
پس وہ اچانک اپنی قبروں سے اپنے رب کی طرف دوڑ پڑیں گے[40] (اسوقت منکر) کہیں گے

يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا ۜ هٰذَا مَا وَعَدَ
ہائے ہماری خرابی کس نے اٹھا دیا ہم کو ہماری خوابگاہ سے[41] یہ تو وہی ہے جس کا وعدہ کیا تھا (خدائے)

الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ ○ اِنْ كَانَتْ اِلَّا
رحمٰن نے اور (بالکل) سچ کہا تھا اسکے پیغمبروں نے[42] نہیں ہوگا (یہ نفخہ) مگر ایک

صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ ○
تند آواز پس اچانک وہ سب ہمارے پاس حاضر ہو جائیں گے

[39] یعنی نفخہ اولیٰ جو فنائے عالم کا ہوگا ایسے وقت میں اچانک آئے گا جب یہ لوگ اپنے اپنے امورِ دنیا میں مستغرق ہو کر ایک دوسرے سے جھگڑ رہے ہوں گے ۱۲ منہ یخصمون اصل میں یختصمون تھا تائے افتعال اور ص میں بقاعدہ علم صرف ادغام کرکے ص کا کسرہ خ کو دیا گیا ۱۲

[40] یہ دوسرا نفخہ قیامت کو ہوگا کہ اس سے مردے قبروں وغیرہ کے زندہ ہو جائیں گے پہلے نفخہ اور دوسرے نفخے کے درمیان چالیس سال کا فاصلہ ہوگا جیسا کہ صحیح بخاری میں وارد ہے ۱۲ منہ (فتح البیان) [41] مرقد کے معنی ہیں خوابگاہ، مراد اس جگہ قبر ہے قبر کو اس وقت خوابگاہ ایسے کہیں گے کہ پہلے اور دوسرے نفخے کے درمیان جو چالیس سال ہیں اتنی مدت ان کو عذاب قبر نہیں ہوگا لہٰذا اس حالت کو خواب (نیند) سے تعبیر کریں گے ۱۲ منہ

[42] هٰذَا مَا وَعَدَ سے آخر آیت تک یا تو انہی منکرین کے قول کا تتمہ ہے کہ وہ قیامت اور پیغمبروں کی تصدیق کریں گے اگرچہ وہ ایمان بوجہ بیوقت ہونے کے قبول نہیں ہوگا اور یا مومن یا فرشتے یا خود خدائے تعالیٰ ان کو ایسا جواب دے گا (فتح البیان)

فَالْیَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَیْئًا وَّلَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ
پس آج نہیں ظلم کیا جائے گا کسی نفس پہ کچھ بھی اور نہ جزا دیئے جاؤ گے تم مگر وہی جو تم

تَعْمَلُوْنَ ۞ اِنَّ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ الْیَوْمَ فِیْ شُغُلٍ
عمل کرتے تھے بیشک جنت والے آج (عمدہ) شغل میں ہیں شادمانی

فٰكِهُوْنَ ۞ هُمْ وَاَزْوَاجُهُمْ فِیْ ظِلٰلٍ عَلَى الْاَرَآئِكِ
کرتے وہ اور ان کی بیویاں ^٤٢ (ٹھنڈے) سایوں میں تختوں پہ تکیہ لگائے

مُتَّكِـُٔوْنَ ۞ لَهُمْ فِیْهَا فَاكِهَةٌ وَّلَهُمْ مَّا یَدَّعُوْنَ ۞
بیٹھے ہیں ^٤٣ ان کے لیے اس (جنت) میں (ہر قسم کا) میوہ اور ان کے لیے وہ کچھ بھی ہے جو وہ مانگیں گے ^٤٤

سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ ۞ وَامْتَازُوا الْیَوْمَ
(تم پر سلامتی (ہو) قول ہے مہربان پروردگار کی طرف سے ^٤٥ اور تم الگ ہو جاؤ آج اے

اَیُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ ۞ اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَیْكُمْ یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ
گنہگارو! ^٤٦ کیا میں نے تم کو حکم نہیں بھیجا تھا اے اولادِ آدمؑ

^٤٢ وازواجھم یعنی صالح مومن مرد اور ان کی صالحہ مومن بیویاں اور ان کی صالح مومن اولاد سب جنت میں اکٹھے ہوں گے یہ مضمون سورۃ رعد رکوع ۳ اور سورۃ مومن رکوع ۱ اور سورۃ زخرف رکوع ۷ اور سورۃ طور رکوع ۱ اول میں بھی ہے ^٤٣ ان اصحٰب الجنۃ سے ایھا المجرمون تک ہم نے سب جگہ حال کے معنی کیے ہیں۔ بقرینہ لفظ الیوم۔ حالانکہ قیامت مستقبل میں ہوگی، تو یہ یا تو تصویر حالِ مستقبل کے لیے ہے یا یہ گفتگو اور خطابات روز قیامت کو واقع ہوں گے ۱۲ منہ ^٤٤ ما یدعون دنیا میں طاعت کے متعلق جو خدا نے چاہا وہ بجا لائے۔ اب جزا کے وقت جو کچھ وہ چاہیں گے اور مانگیں گے خدا ان کو دے گا ۱۲ منہ

^٤٥ سلٰم یہ سلام دیدارِ الٰہی کے وقت ہوگا اور کلامِ ازلی سے حقیقتاً ہوگا اسی لیے قولا کے لفظ سے تصریح کر دی ہے اور مومن اس کو سنیں گے جیسا کہ حدیث میں وارد ہے۔ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا ^٤٦ مجرموں کو مومنوں سے الگ کیا جائے گا گو وہ جسمانی طور پر دنیا میں ان سے ملے جلے رہتے ہیں لیکن ایمان و صلاحیت کے اعتبار سے ان سے الگ ہیں پس قیامت کو بھی حقیقۃً الگ کر دیئے جائیں گے ۱۲ منہ

اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّیْطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ۝ وَّ
کہ نہ عبادت کرنا شیطان کی ۴۷ بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے اور

اَنِ اعْبُدُوْنِیْ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ ۝ وَ لَقَدْ اَضَلَّ
یہ بھی کہ میری ہی عبادت کرنا یہی سیدھا رستہ ہے ۴۸ اور بیشک اس نے بہکا دیا

مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِیْرًا ؕ اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ ۝ هٰذِهٖ
(بنی آدم) میں سے بہت سی خلقت کو تو کیا تم عقل نہ رکھتے تھے ۴۹ یہ جہنم

جَهَنَّمُ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ اِصْلَوْهَا الْیَوْمَ بِمَا
(تمہارے سامنے) ہے جس کا تم کو (کفر کرنے پر) وعدہ دیا جاتا تھا (چلو) اس میں آج داخل ہو جاؤ بسبب

كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝ اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰۤى اَفْوَاهِهِمْ وَ
اپنے کفر کرنے کے آج ہم مہر کر دیں گے ان کے موہنوں پر اور کلام

تُكَلِّمُنَاۤ اَیْدِیْهِمْ وَ تَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ۝
کریں گے ہم سے ان کے ہاتھ اور گواہی دیں گے ان کے پاؤں ان امروں کی جو وہ کماتے رہے ۵۰

۴۷ شیطان کی عبادت یہ کہ اس کی اطاعت میں خدا اور اس کے پیغمبروں کی نافرمانی اور غیر اللہ کی پرستش کی ۱۲

۴۸ صراط مستقیم یہی ہے کہ صلاحیت پر ہو کر بغیر شرک کے واحد خدا کی عبادت کی جائے جیسا کہ حضرت عیسیٰ ؑ کی زبانی فرمایا ان اللہ ربی و ربکم فاعبدوہ ھٰذا صراط مستقیم (پ ۳ آل عمران ع ۵)

۴۹ خدا کے حکم کے مقابلہ میں عقل کے ہوتے شیطان کے بھرّے میں آجانا نہایت درجے کی گمراہی ہے اعاذنا اللہ منہا ۱۲ منہ

۵۰ جن جن اعضاء سے جو جو گناہ کیے ہیں وہ سب شہادت دیں گے بلکہ وہ زمین بھی جہاں پر گناہ کیے جیسا کہ حدیثوں سے ثابت ہے۔ یہ مضمون سورۂ نور رکوع ۳ اور سورہ حٰم السجدہ رکوع ۳ میں بھی ہے ۱۲ منہ

وَلَوْ نَشَآءُ لَطَمَسْنَا عَلٰٓى اَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَاَنّٰى

اور اگر ہم چاہیں البتہ مٹا دیویں ان کی آنکھیں پھر جب دوڑیں رستے کو تو کہاں سے

يُبْصِرُوْنَ ۝ وَلَوْ نَشَآءُ لَمَسَخْنٰهُمْ عَلٰى مَكَانَتِهِمْ فَمَا

دیکھیں گے ۵۱ٓ اور اگر ہم چاہیں البتہ بدل دیں ان کی صورتیں جہاں تہاں وہ ہوں پس نہ سکیں

اسْتَطَاعُوْا مُضِيًّا وَّلَا يَرْجِعُوْنَ ۝ وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ

آگے چلنا اور نہ اُلٹے پھر سکیں ۵۲ٓ اور جس کو ہم عمر رسیدہ کر دیتے ہیں اسے الٹ دیتے

فِي الْخَلْقِ ۭ اَفَلَا يَعْقِلُوْنَ ۝ وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا

ہیں پیدائش میں تو کیا یہ لوگ عقل نہیں کرتے ۵۳ٓ اور ہم نے اپنے (نبی) کو شعر نہیں سکھایا اور نہ آپ

يَنْۢبَغِيْ لَهٗ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ ۝ لِّيُنْذِرَ

کی شان کے لائق ہے، نہیں وہ مگر نصیحت اور قرآن واضح بیان والا ۵۴ٓ تاکہ ڈراویں آپ

مَنْ كَانَ حَيًّا وَّيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝

اس کو جو زندہ ہو اور ثابت ہو جائے قول (عذاب کا) انکار کرنے والوں پر

۵۱ٓ جس نے آنکھوں میں نور بخشا ہے وہ ان کو بے نور بھی کر سکتا ہے پس آنکھوں کے شکوہ میں الوہیت کی تعبیر چاہیے ۱۲ منہ

۵۲ٓ جس نے موجودہ صورت بخشی ہے وہ کوئی دوسری صورت بھی بنا سکتا ہے۔ صورت بمنزلہ لباس کے ہے جس میں تبدیلی ہو سکتی ہے یہ تناسخ نہیں ہے۔ مسخ اور نسخ میں فرق ہے۔ مسخ یہ ہے کہ ذات وہی رہی صرف صورت بدل گئی یہ ممکن ہے اور واقعات میں ہوا ہے اور تناسخ یہ کہ ایک روح پہلا قالب چھوڑ کر دوسرے قالب میں چلا جائے یہ باطل ہے اور ان کے نزدیک بھی مختلف نوعیت کے ہیں اور جنس کی بھی تعریف ہے کہ حقائق اور عدد مختلف ہوں دیکھو کتب منطق ۱۲ منہ

۵۳ٓ ننکسہ یعنی ہم نے انسان کو ضعیف حالت میں پیدا کیا پھر اُسے قوت بخشی اور جوان کیا پھر بوڑھا کر کے اور قوت زائل کر کے ضعیف کر دیا اس میں امور مذکورہ بالا یعنی مردوں کے زندہ کر لینے اور آنکھوں کے بے نور کر دینے اور منہ پر مہر کر کے قوت گویائی کے سلب کر لینے اور صورتوں کے بدل دینے کی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر طرح کے تبدیلات پر قادر ہے ۱۲ منہ

۵۴ٓ قرآن شریف بیان کی خوبی اور استدلال کی لطافت سے حیرت زدہ ہو کر منکرین کہتے تھے کہ یہ تخیلات و قیاسات شعری ہیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے اپنے پیغمبر کو نہ تو شعر سکھایا اور نہ وہمی تخیلات کو ان کی طبع اور شان سے مناسبت ہے قرآن تو سراسر نصیحت آمیز موعظت اور واضح الدلالۃ براہین پر مشتمل ہے اسے شعر اور شعری قیاسات کہنا بالکل باطل ہے خود شعر بنانا تو درکنار آنحضرتؐ تو کسی دوسرے کا شعر بھی صحیح طور پر پڑھا نہیں کر سکتے۔ احادیث میں اس کی مثالیں بہت ہیں ۱۲ منہ

أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا خَلَقْنَا لَهُم مِّمَّا عَمِلَتْ أَيْدِينَا أَنْعَامًا

(کیا اسکا انکار کرتے ہیں اور) کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے پیدا کیے ان کیلیے وہ (چارپائے) جنکو بنایا ہمارے دست (قدرت) نے

فَهُمْ لَهَا مَالِكُونَ ۝ وَذَلَّلْنَاهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوبُهُمْ

یعنی چوپایوں کو پس وہ ان کے مالک بنے بیٹھے ہیں اور ہم نے ان کو ان کے تابع کر دیا ہے پس ان میں سے بعض تو ان کی سواری

وَمِنْهَا يَأْكُلُونَ ۝ وَلَهُمْ فِيهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ ۖ أَفَلَا

ہیں اور بعض کو وہ کھا لیتے ہیں اور ان کے لیے ان (چارپایوں) میں (دیگر) منافع اور پینے کی چیزیں ہیں تو کیا یہ لوگ

يَشْكُرُونَ ۝ وَاتَّخَذُوا مِن دُونِ اللَّهِ آلِهَةً لَّعَلَّهُمْ

شکر نہیں کرتے ۵۴ اور انہوں نے ٹھہرا لیے ہیں سوائے خدا تعالیٰ کے کئی معبود تاکہ وہ

يُنصَرُونَ ۝ لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَهُمْ وَهُمْ لَهُمْ جُندٌ

مدد کیے جائیں وہ (معبود) نہیں کر سکتے ان کی مدد اور وہ ان کے سامنے ایک لشکر ہیں

مُّحْضَرُونَ ۝ فَلَا يَحْزُنكَ قَوْلُهُمْ ۘ إِنَّا نَعْلَمُ مَا

حاضر شدہ پس آپ کو (اے نبی) غمگین نہ کرے بات ان کی بیشک ہم جانتے ہیں جو وہ (اپنے جیوں میں)

يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ ۝ أَوَلَمْ يَرَ الْإِنسَانُ أَنَّا

چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں، اور کیا نہیں دیکھا انسان نے کہ ہم نے

خَلَقْنَاهُ مِن نُّطْفَةٍ فَإِذَا هُوَ خَصِيمٌ مُّبِينٌ ۵۵

اسے پیدا کیا ایک نطفہ سے پس ناگاہ وہ سامنے ہو کر جھگڑنے والا ہے

---

۵۴ چوپایوں کے فوائد متعلقہ سورۂ نحل رکوعات ۱، ۹، ۱۱ اور سورۂ مومنون پ۱۸ کے رکوع اول میں بھی ہیں اور وہ یہ ہیں عزت و زینت، پشم وغیرہ سے گرم کپڑے چمڑے سے کئی قسم کے اسباب سواری کرنا، بوجھ اٹھانا، دودھ پینا، گوشت کھانا وغیرہ وغیرہ پس ان نعمتوں کا شکر کرنا چاہیے نعمتوں سے فائدہ اٹھاتے ہو تو اس کے پیغام اور احکام کو بھی قبول کرو ۱۲

۵۵ یعنی ہم نے انسان کو حقیر ضعیف بوند پانی سے پیدا کیا اور اسے عزت دی پھر وہ ہمارے ہی سامنے ہماری قدرت سے انکار کرکے جھگڑا کرتا ہے تو اسے یہ زیبا نہیں ۱۲ منہ

وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِیَ خَلْقَهٗ ؕ قَالَ مَنْ یُّحْیِ الْعِظَامَ
اور بیان کرتا ہے ہماری مثال اور بھول گیا اپنی پیدائش، کہتا ہے کون زندہ کرے گا ان ہڈیوں کو جبکہ وہ
وَهِیَ رَمِیْمٌ ۝ قُلْ یُحْیِیْهَا الَّذِیْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ
(بوسیدہ ہو کر) خاک ہو جائیں گی ؎۵۶ جواب میں کہیے زندہ کریگا ان کو وہ (خدا) جس نے پیدا کیا تھا ان کو پہلی بار
وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِیْمُ ۝ ۙ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ
اور وہ (ہر طرح کی) پیدائش سے واقف ہے ؎۵۷ جس نے پیدا کی تمہارے لیے درخت
الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَآ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ ۝
سبز سے آگ پس تم ناگاہ اس (درخت) سے آگ جلا لیتے ہو ؎۵۸
اَوَلَیْسَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ
اور کیا جس نے بنائے آسمان اور زمین قادر نہیں

؎۵۶ امام سیوطیؒ نے تفسیر در منثور میں نقل کیا ہے کہ ابی بن خلف یا عاص بن وائل نے جو اشد کفار میں سے تھے مٹھی میں بوسیدہ ہڈیاں لے کر اور ان کو ہوا میں اُڑا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ان ہڈیوں کو کون زندہ کرے گا؟ خدا تعالیٰ نے اس کے جواب میں یہ آیتیں اتاریں کہ جس نے پہلی بار ان کو پیدا کیا وہی دوسری بار بھی زندہ کرے گا پیدا کرنا زندہ کرنے سے مشکل ہے وہ کر لیا جیسے تم جانتے اور مانتے ہو تو زندہ کرنا کیا مشکل ہے

؎۵۷ اسی کے مناسب سورۂ واقعہ میں فرمایا وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّشْاَةَ الْاُوْلٰى فَلَوْلَا تَذَكَّرُوْنَ یعنی تم پہلی بار کی موجودہ پیدائش کو جانتے پہچانتے ہو تو کیا تم کو اس بات سے دوبارہ پیدا کر لینا یاد نہیں پڑتا۔ امنہ

؎۵۸ عرب میں دو درخت ہیں مرخ اور عفار دونوں کی سبز ٹہنیاں لے کر آپس میں رگڑتے ہیں تو وہ جل اٹھتی ہیں۔ ہمارے ہاں سبز بانسوں کے جنگل کو بھی ہوا کی رگڑ سے آگ لگ جاتی ہے پرانے عرب سفر کی حالت میں انہی درختوں سے آگ حاصل کرتے تھے۔ منکروں کا شبہ یہ ہے کہ خاک اور بوسیدہ ہڈیاں بوجہ سرد خشک ہونے کے زندگی کے قابل نہیں کیونکہ زندگی کے لیے حرارت اور رطوبت کی ضرورت ہے خدائے تعالیٰ نے سمجھایا کہ مرخ اور عفار جب سبز ہوں تو ان کی مزاج سرد تر ہوتی ہے لیکن خدا کی قدرت سے ان سے آگ نکلتی ہے جو نہایت گرم اور خشک ہے پس ضد سے ضد کا کام لینا بھی خدا کی قدرت میں م

عَلَىٰٓ اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ۚ بَلٰى ۚ وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ○

اس بات پر کہ پیدا کرے ان (انسانوں) کی مثل کیوں نہیں اور وہ سب کچھ پیدا کر سکنے والا اور علیم (کل) ہے

اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ○

اس کا حکم تو یہی ہے کہ جب ارادہ کرے کسی شئی کا تو اسے کہے ہو جا تو بس وہ ہو جاتی ہے

فَسُبْحٰنَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ○ ع

سو پاک ہے وہ ذات جس کے ہاتھ میں ہے حکومت ہر شئی کی اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔

۳ سورۃ الملک

اس سورۃ کی بعد بسم اللہ کے بالاتفاق تیس آیات ہیں اور اس کا یہ نام اس لیے ہے کہ اس میں خدائے واحد کی ہمہ گیر حکومت و بادشاہی کا ذکر کر کے توحید الوہیت ثابت کی گئی ہے یعنی عالم بالا (آسمان) اور عالم زیریں (زمین) اور عالم جو (زمین و آسمان کے درمیان عوالم ہوا وغیرہ) اور ان سب میں بسنے والے فلکی و فرشی اور ہوائی مخلوقات کی رہائش و آسائش کے اسباب و انتظامات اور موت و زندگی اور ان کے اسباب سب پر کلی اختیارات، اور دارِ آخرت کی جزا و سزا کی یگانہ مالکیت جیسے مضامین مہمہ بیان کر کے ثابت کیا گیا ہے کہ الوہیت کے لائق وہی ایک خدا ہے جس کی یہ شان ہے

فضائل (۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ یہ سورت (الملک) ہر مومن کے دل میں ہو (حصن حصین ص۲۱۷)

(۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ سوتے تھے حتیٰ کہ الٓمٓ تنزیل اور تبارک الذی بیدہ الملک پڑھ لیتے (مشکوٰۃ ص۱۸۰ بروایت احمد و ترمذی)

(۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن شریف میں ایک صورت کی تیس آیات ہیں جنہوں نے ایک شخص کی شفاعت کی حتیٰ کہ اس کی بخشش ہو گئی وہ تبارک الذی بیدہ الملک ہے۔ (رواہ الاربعۃ واحمد (مشکوٰۃ ص۱۷۹)

تنبیہ بعض علماء نے جو بسم اللہ کے جزو صورت ہونے کے قائل نہیں ہیں اس حدیث سے

استدلال کیا ہے کیونکہ اس سورت کی تیس آیات بسم اللہ کو چھوڑ کر بنتی ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ عباس جشمی راوی حدیث کی حضرت ابو ہریرہؓ سے بقول امام بخاریؒ ملاقات نہیں لہٰذا یہ حدیث متصل نہ ہوئی۔ دیگر یہ کہ اس سورت کی وہ تیس آیات مراد ہیں جو خاص اس امر شفاعت میں امتیازی حیثیت رکھتی ہیں۔ اور بسم اللہ تو ایک جزو مشترک ہے یعنی دیگر سورتوں میں بھی ہے اس لیے اسے شمار میں نہیں رکھا۔ (نیل الاوطار ملا امام الشوکانی رحہ جلد ۲ ص ۱)

سُورَةُ الْمُلْكِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ بَعْدَ الْبَسْمَلَةِ ثَلٰثُونَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرُ ۝

بہت بابرکت ہے وہ ذات جس کے دست (قدرت) میں ہے بادشاہی (ہر شے کی) اور وہ ہر ایک چیز پر قادر ہے

ۨالَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ

جس نے بنائی موت اور زندگی تاکہ تم کو آزمادے کہ کون تم میں سے زیادہ اچھا ہے عمل

عَمَلًا ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ ۝ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ

میں ۵۲ اور وہ زبردست (اور) بخشنہار ہے جس نے پیدا کیے سات آسمان

لے جیسا کہ سورہ یٰسٓ کے اخیر پر فرمایا فسبحان الذی بیدہٖ ملکوت کل شیئ یعنی پاک ہے وہ ذات جس کے ہاتھ میں ہے اختیار ہر شی کا ۲ منہ ۵۲ دنیا کی زندگی عمل کے لیے ہے اور آخرت جزا کے لیے اور موت اس کا دروازہ ہے کہ اس سے گزر کر دار الجزا میں پہنچیں گے نیک جزا نیک اعمال پر ملے گی برے اعمال کا ذکر نہیں کیا صرف احسن عمل کا ذکر کیا اس لیے کہ مقصود زندگی یہی ہے۔ برے عمل قدرت کے مقصود زندگی کے خلاف ہیں اسی لیے ان پر سزا ملے گی۔ اور آزمائش کے یہ معنی ہیں کہ خدائے تعالیٰ نے انسان میں نیکی کرنے اور بدی کرنے ہر دو کی استعداد و طاقت پیدا کی ہے اور انبیاءؑ کی زبانی نیکیوں اور بدیوں کی فہرست کا اعلان بھی کر دیا ہے اور ان کی پہچان و تمیز کے لیے عقل بھی دیدی اب کرنا نہ کرنا انسان کا کام ہے یہی اس کے ابتلاء و آزمائش کی صورت ہے کہ اسے دونوں کششوں کے درمیان رکھا ہے۔ اب جدھر جائے اس کے مطابق جزا پائے ۲ منہ

طِبَاقًا ؕ مَا تَرٰی فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ؕ

تہ بہ تہ نہیں دیکھتا تو (خدائے) رحمٰن کی پیدائش میں کوئی کسر سے

فَارْجِعِ الْبَصَرَ ۙ هَلْ تَرٰی مِنْ فُطُوْرٍ ○ ثُمَّ ارْجِعِ

پس لوٹا آنکھ (اپنی) کیا تو دیکھتا ہے کوئی شگاف پھر لوٹا آنکھ اپنی

الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ

دوبارہ واپس آئے گی طرف تیری آنکھ ذلیل ہو کر اور

حَسِيْرٌ ○ وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ وَجَعَلْنٰهَا

تھک کر اور البتہ زینت دی ہم نے اس پہلے آسمان کو چراغوں (ستاروں) سے اور بنایا

رُجُوْمًا لِّلشَّيٰطِيْنِ وَاَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيْرِ ○

ہم انکو پتھراؤ واسطے شیطانوں کے اور تیار کر رکھا ہے ہم نے ان کے لیے عذاب دھکتی آگ کا

وَلِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ○

اور ان لوگوں کے لیے جنہوں نے کفر کیا اپنے پروردگار سے جہنم کا عذاب ہے اور وہ بہت بُری بازگشت ہے

اِذَآ اُلْقُوْا فِيْهَا سَمِعُوْا لَهَا شَهِيْقًا وَّهِىَ تَفُوْرُ ○ تَكَادُ

جس وقت اس میں ڈالے جاویں گے سنیں گے اس کا چلانا اور وہ جوش میں ہو گی (ہول کر) قریب ہوگی

سے آسمان کیا؟ خدا نے جو کچھ بنایا ہے اسے اندازے اور مناسب وضع پر اور موافق ضرورت کے بنایا چنانچہ سورۂ فرقان میں فرمایا وخلق کل شیءٍ فقدرہ تقدیرًا یعنی پیدا کیا ہر شی کو اور اسے مناسب اندازے پر رکھا نیز سورۂ نمل کے اخیر میں فرمایا صنع اللہ الذی اتقن کل شیءٍ یعنی کاریگری خدا کی جس نے پختہ طور پر ہر شی کو بنایا، نیز سورۂ الٓمٓ سجدہ رکوع اول میں فرمایا الذی احسن کل شیءٍ خلقہٗ یعنی جس نے خوبصورت بنایا ہر شی کو جسے پیدا کیا ۱۲ منہ

سے رُجُومًا: قرآن شریف میں ستاروں کے تین فوائد مذکور ہیں جنگلوں اور سمندروں میں ان سے سمت اور وقت کا معلوم ہو جانا (پ ۱۴ نحل ع ۲) پہلے آسمان کا ان سے زینت ناک نظر آنا، شیاطین پر ان سے آگ کے انگار برسنا۔ (پ ۲۴ حٰم السجدہ ع ۲) پ ۲۳ صافات ع ۱)

تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ ۖ كُلَّمَا أُلْقِيَ فِيهَا فَوْجٌ سَأَلَهُمْ خَزَنَتُهَا

کہ پھٹ جائے جوش سے جب ڈالا جائے گا اس میں کوئی گروہ پوچھیں گے ان کو دربان اس کے

أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَذِيرٌ ۝ قَالُوا بَلَىٰ قَدْ جَاءَنَا نَذِيرٌ

کیا نہیں آیا تھا تمہارے پاس کوئی ڈرانیوالا، کہیں گے کیوں نہیں ضرور آیا ہمارے پاس ڈرانے والا

فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللَّهُ مِنْ شَيْءٍ إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا

پس ہم نے (الٹا اسی کو) جھٹلا دیا اور کہا کہ نہیں نازل کی خدا تعالیٰ نے کوئی چیز نہیں تم مگر

فِي ضَلَالٍ كَبِيرٍ ۝ وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا

بڑی گمراہی میں ف۵ اور دیر بھی کہیں گے کہ اگر ہم نے (پیغمبروں کی بات کو) سنا ہوتا یا (کم از کم توحید

فِي أَصْحَابِ السَّعِيرِ ۝ فَاعْتَرَفُوا بِذَنْبِهِمْ فَسُحْقًا لِأَصْحَابِ

ہی کے مسئلہ کو) عقل ہی سے سمجھا ہوتا تو نہ ہوتے ہم (آج) دوزخ والوں میں، پس اسوقت وہ اقرار کریں گے اپنے گناہوں کا لیکن

السَّعِيرِ ۝ إِنَّ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ لَهُمْ

کچھ فائدہ نہ ہوگا) پس (کہا جائیگا) دوری ہو دوزخیوں کو، بیشک (ان کے مقابلہ میں) جو لوگ ڈرتے رہے اپنے رب سے پوشیدگی میں

مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ ۝ وَأَسِرُّوا قَوْلَكُمْ أَوِ اجْهَرُوا

ان کی (لغزشوں کی) بخشش ہوگی اور (نیک اعمال پہ) اجر بڑا، اور (اے لوگو) تم اپنی بات کو چھپاؤ یا ظاہر کرکے کہو

ف۵ الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے اسی کو کہتے ہیں، جھوٹے معبودوں کو پوچھیں آپ اور جھٹلا دیا خدا کے پیغمبروں کو جو سچے خدا کی عبادت کی دعوت دیتے ہیں ف۶ توحید کا مسئلہ ہر ایک کی فطرت میں بھی ودیعت کیا گیا ہے پھر اس کی توجہ کے لیے کائنات کا ذرہ ذرہ بھی شہادت دیتا ہے۔ اس پر شرک کریں تو ان کی تنبیہ کے لیے خدا نے پیغمبر بھیجے سب پیغمبروں کا متفقہ دین لا الٰہ الا اللہ ہے یہی دین کی اصل جڑ ہے۔ مشرک لوگ قیامت کے دن حسرت کھائیں گے کہ ہم نے نہ فطرت کی شہادت مانی نہ کائنات کی طرف نظر اٹھا کر عقل سے کام لیا کہ سب کا خالق و پروردگار واحد خدا ہے اور نہ خدا کے پیغمبروں کی آواز سنی اور دعوت قبول کی اس پر جھڑک دیتے جائیں گے کہ جب کچھ نہ سوچا سمجھا تو جاؤ جہنم میں جلتے رہو ف۷ ان الذین یخشون ربھم الخ قرآن حکیم میں عام قاعدہ ہے کہ منکروں کے بعد مومنوں کا اور دوزخ کے بعد جنت کا ظلمت کے بعد نور کا اور ضلالت کے بعد ہدایت کا ذکر بھی کر دیا جاتا ہے تاکہ دونوں جانبوں کا علم حاصل کرکے انسان معرفت تامہ حاصل کر سکے اور حق کو

(باقی اگلے صفحہ پر)

بِهٖ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ اَلَا يَعْلَمُ مَنْ

بیشک وہ (خدا) واقف ہے سینے کی باتوں کا بھی کیا وہ بھی نہیں جانتا جس

خَلَقَ ؕ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ۝ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ

نے پیدا کیا اور وہ نہایت باریک بین (اور پورا پورا) باخبر ہے، وہ (خدا) تو وہ ہے جس نے بنایا تمہارے لیے

الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِيْ مَنَاكِبِهَا وَكُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ ؕ

زمین کو نرم ؀ پس چلو پھرو اس کی اطراف میں اور اس (خدا کی پیدا کردہ) روزی سے کھاؤ

وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ ۝ ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ اَنْ يَّخْسِفَ

اور (خیال رکھو کہ آخر کار) اسی کی طرف (مرنے کے بعد اٹھ کر) چلنا ہے۔ کیا تم نڈر ہو گئے ہو اس ذات سے جو آسمان میں ہے کر

بِكُمُ الْاَرْضَ فَاِذَا هِيَ تَمُوْرُ ۝ اَمْ اَمِنْتُمْ مَّنْ فِي

دھنسا دیوے تم کو زمین میں ؁ پس وہ اچانک لرزنے لگے یا تم نڈر ہو گئے ہو اس ذات سے جو

قبول کر سکے پس یہاں پر اسی قاعدے سے دوزخیوں کے برے انجام کے بعد خدا سے ڈرنے والے مومنوں کی مغفرت اور اجر بزرگ یعنی نعمائے جنت کا ذکر کیا اور بالغیب اسلیے کہا کہ لوگوں کے سامنے حقیقی ڈر اور بناوٹی میں پردہ رہتا ہے لیکن جو ڈر تنہائی میں ہو اس پر کوئی پردہ نہیں رہتا وہ حقیقی ہوتا ہے جیسے حضرت یوسفؑ کا تنہائی کی حالت میں گناہ سے بچنا یہی ڈر موجب مغفرت و اجر کبیر ہے اللھم ارزقنا ۱۲ منہ

؀ نرم اور سہل بنایا کہ تم ہل چلا کر کاشت کر سکو اور بنیاد کھود کر عمارت کھڑی کر سکو ورنہ اگر سِل کی طرح سخت بنائی جاتی تو یہ دونوں باتیں حاصل نہ ہوتیں پس نہ تو تمہارے بسنے کو گھر ہوتے اور نہ کھانے کو روزی پس خدا کی پیدا کردہ روزی کھاؤ اور سیدھے راستے پر چل کر اس کا شکر کرو اور تمرد و سرکشی اور ناشکری نہ کرو ۱۲ منہ

؁ ذاتِ حق کی عظمت کا جذبہ ہر ایک دل میں فطری ہے اسی فطری تقاضے سے اس سے جانب علو کو نسبت ہے سفل کو نہیں ہر دعا کرنے والا خارجی تعلیم و تاثر سے الگ ہو کر بھی دعا کے وقت ظاہراً و باطناً اوپر کی طرف توجہ کرتا ہے اسی فطری جذبہ کو شریعت نے معتبر رکھا ہے۔ قرآن و حدیث کی نصوص اور ائمہ حدیث کی تصریحات کا یہی خلاصہ ہے ۱۲ منہ

؁ زمین میں دھنسنے کے واقعات زلزلے کی حالت میں ہوتے رہتے ہیں اور آسمان کی طرف سے پتھر برسنے کے واقعات بھی ہوتے ہیں ۱۲ منہ

السَّمَاۤءِ اَنْ يُّرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ؕ فَسَتَعْلَمُوْنَ كَيْفَ

آسمان میں کہ بھیج دیوے تم پر پتھراؤ پس عنقریب تم کو معلوم ہو جائے گا کہ میرا ڈرانا کس طرح

نَذِيْرِ ۝ وَلَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَكَيْفَ كَانَ

(واقع ہوتا ہے) ۱۱؎ اور البتہ تحقیق اپنے اپنے وقت میں جھٹلایا ان لوگوں نے بھی جو ان سے پہلے تھے پس ان کے حق میں کس طرح

نَكِيْرِ ۝ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ صٰٓفّٰتٍ وَّيَقْبِضْنَ ؕ

ہوا میرا ناخوش ہونا، کیا (توحید سے انکار کرتے ہیں) اور انہوں نے نہیں دیکھا پرندوں کی طرف جو ان کے سروں کے اوپر اڑتے ہیں کبھی پر پھیلائے ہوئے اور سمیٹے ہوئے

مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا الرَّحْمٰنُ ؕ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ ۢ بَصِيْرٌ ۝

نہیں بند رکھتا ان کو (ہوا میں) سوائے (خدائے) رحمٰن کے تحقیق وہ ہر شے کا نگران ہے ۱۲؎

اَمَّنْ هٰذَا الَّذِيْ هُوَ جُنْدٌ لَّكُمْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْ دُوْنِ

بھلا کون ہے وہ؟ جو تمہارے لیے فوج بن کر تمہاری مدد کرے سوا

الرَّحْمٰنِ ؕ اِنِ الْكٰفِرُوْنَ اِلَّا فِيْ غُرُوْرٍ ۝ اَمَّنْ هٰذَا

رحمٰن کے نہیں یہ کافر مگر دھوکے میں ۱۳؎ بھلا کون ہے وہ

۱۱؎ نذیر اصل میں نَذِیْرِیْ تھا۔ رعایت فواصل آیات کے لیے ی کو ساقط کر دیا اور ر کا کسرہ اس کی علامت قائم رکھی، اسی طرح اگلی آیت میں نکیر میں سمجھو کہ وہ بھی نکیری تھا ۱۲ منہ ۱۲؎ پرندوں کا ہوا میں تھامے رکھنا حالانکہ وہ ہوا سے بھاری ہیں اور آدمیوں کی طرح گوشت پوست ہڈی دار جسم والے ہیں، پھر کبھی وہ پر پھیلا کر اڑتے ہیں اور کبھی سکیڑ کر یہ سب کچھ خدا کی قدرتوں سے ہے۔ یہاں پر یہ امر اثباتِ توحید کے لیے ہے اور پ۱۴ سورۃ نحل رکوع ۱۱ میں امکان قیامت کے لیے ۱۲ منہ ۱۳؎ خدائے تعالیٰ کے سوا مددگار نہ ہو سکنے کو استفہام انکاری کی صورت میں ذکر کر کے فرمایا کہ کافر دھوکے میں پڑے ہیں، یہ اس لیے فرمایا کہ اگر فرضاً کوئی مشرک کہہ دے کہ ہاں! فلاں بزرگ کو ہم نے فلاں موقع پر پکارا تھا تو ہماری مشکل حل ہو گئی تھی سوال کی تردید کے لیے فرمایا کہ تم دھوکے میں ہو، تکلیف اور مشکلات خدا ہی دور کرتا ہے جس کو تم اس کے سوا پکارتے ہو ان کے اختیار میں کیا ہے کہ وہ دور کریں، اس پر بھی کوئی مشرک یہ کہے کہ فلاں بت یا فلاں قبر والے پیر کو پکارنے سے مشکلیں حل ہو جاتی ہیں تو خیال فرمائیے کہ اس نے قرآن کو کیا مانا؟ سورتِ ملک وہ سورت ہے جسے سب مسلمان عموماً پڑھتے ہیں لیکن افسوس ترجمہ نہیں پڑھتے۔ ۱۲ منہ

الَّذِیْ یَرْزُقُکُمْ اِنْ اَمْسَکَ رِزْقَہٗ ج بَلْ لَّجُّوْا فِیْ عُتُوٍّ

جو روزی دے گا تم کو اگر وہ (خدائے رحمٰن) بند کر یوے روزی اپنی (کوئی نہیں) بلکہ وہ لگے جاتے ہیں عناد میں اور

وَّنُفُوْرٍ ○ اَفَمَنْ یَّمْشِیْ مُکِبًّا عَلٰی وَجْھِہٖٓ اَھْدٰٓی اَمَّنْ

بھاگنے میں تو کیا جو چلتا ہے اوندھا ہو کر اپنے چہرے کے بل وہ رستے پر اچھا چلنے والا ہے یا جو

یَّمْشِیْ سَوِیًّا عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ○ قُلْ ھُوَ الَّذِیْٓ

چلتا ہے سیدھا (کھڑا) ہو کر (اور چلتا ہے رستے سیدھے پر ۱۴؎ (اے پیغمبر ان سے) کہیے وہ (خدا) وہ ہے

اَنْشَاَکُمْ وَجَعَلَ لَکُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَۃَ ط

جس نے پیدا کیا تم کو اور بنائے واسطے تمہارے کان (سننے کو) اور آنکھیں (دیکھنے کو) اور دل (سمجھنے کو)

قَلِیْلًا مَّا تَشْکُرُوْنَ ○ قُلْ ھُوَ الَّذِیْ ذَرَاَکُمْ فِی

بہت تھوڑا شکر کرتے ہو ۱۵؎ اے پیغمبر (ان سے یہ بھی) کہیے کہ وہ خدا وہی ہے جس نے کھنڈایا تم کو زمین

الْاَرْضِ وَاِلَیْہِ تُحْشَرُوْنَ ○ وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰی ھٰذَا الْوَعْدُ

میں اور تم (آخر کار) اسی کی طرف (قیامت کے دن) اکٹھے کیے جاؤ گے ۱۶؎ اور کہتے ہیں کب واقع ہو گا یہ وعدہ (عذاب)

۱۴؎ یہ موحد اور مشرک کی مثال ہے۔ توضیح یوں ہے کہ جس طرح خدا نے سر اوپر کو اور پاؤں نیچے پیدا کیے ہیں اور پاؤں کی رفتار آگے کو رکھی ہے پس اگر کوئی منہ کے بل چلے یا اُلٹے پاؤں چلے تو کوئی نہیں کہتا کہ وہ سیدھا چلتا ہے۔ اسی طرح خدا نے اپنی توحید کا اقرار ہر ایک دل میں فطرتًا پیدا کیا ہے اور شرک کا اقرار پیدا نہیں کیا تو جو کوئی اس قلبی اقرار کے خلاف غیر اللہ کی الوہیت کا اعتقاد رکھے تو اس کی ذہنیت الٹی ہے اسی لیے ان لوگوں کو سر کے بل چلا کر دوزخ میں الٹا ڈالا جائے گا جیسا کہ سورۂ فرقان رکوع ۳ میں ہے ۱۲ منہ

۱۵؎ یعنی تم کو پیدا کیا اور اینٹ پتھر کی طرح اندھا اور بہرہ نہیں بنایا بلکہ کان سننے کو اور آنکھ دیکھنے کو اور دل سمجھنے کو دیئے پھر تم شرک اور توحید میں تمیز نہیں کرتے تو اس کے یہ معنی ہیں کہ تم ان نعمتوں کی قدر نہیں کرتے ۱۲ منہ ۱۶؎ پہلے زمین میں منتشر کرنا فرمایا پھر اپنے پاس اکٹھا کرنا فرمایا کہ دنیا کو آباد کرنے کیلئے ہم ہی نے تم کو بڑھایا پھیلایا اور ہر جانب میں بسایا، آخر میں دنیا کو فنا کر کے اور سب کو جمع کر کے تمہارے اعمال کی جزا سزا کے لیے اپنے سامنے لا کھڑا کریں گے یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے کیونکہ ہر چیز کا بست و کشاد ہمارے ہی اختیار میں ہے ۱۲ منہ

إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ قُلْ إِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ مو وَ
اگر سچے ہو (تو اس کا وقت معین بتلاؤ) (اے پیغمبر ان سے) کہیے کہ (اس کا) علم خدا ہی کے پاس ہے اور میں تو

إِنَّمَا أَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ○ فَلَمَّا رَأَوْهُ زُلْفَةً سِيْٓئَتْ
صرف ڈر سنانے والا ہوں کھول کر ؎۱۷ پھر جب دیکھیں گے اسکو نزدیک بُرے بن جائیں گے منہ ان

وُجُوْهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقِيْلَ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ
کے جنھوں نے انکار کیا اور (ان سے) کہا جائے گا یہ وہی (عذاب) ہے جس کو تم (منہ پھاڑ کر) مانگتے

تَدَّعُوْنَ ○ قُلْ أَرَءَيْتُمْ إِنْ أَهْلَكَنِيَ اللّٰهُ وَ مَنْ
تھے۔ (اے پیغمبر ان سے) یہ بھی کہیے کیا دیکھا تم نے (خیال کیا) کہ اگر ہلاک کرے مجھ کو اللہ اور ان کو بھی جو میرے

مَّعِيَ أَوْ رَحِمَنَا فَمَنْ يُّجِيْرُ الْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ
ساتھ ہیں یا ہم پر رحمت کرے پس کون پناہ دے گا کافروں عذاب دردناک سے ؎۱۸

أَلِيْمٍ ○ قُلْ هُوَ الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا ؕ
(اے پیغمبر ان سے یہ بھی) کہیے کہ وہ خدا بہت مہربان ہے ہم اس پر ایمان لے آئے ہیں اور اسی پر ہم نے بھروسا کیا

؎۱۷ اس میں سمجھایا کہ تم عذاب کا وقت معین پوچھتے ہو اس کے تو یہ معنی ہیں کہ تم عذاب کے وقوع کی خبر کو اس کے علم پر موقوف سمجھتے ہو اور یہ غلط ہے کیونکہ وقوع کی خبر تو خدا نے بتائی لیکن اس کا وقت نہیں بتایا اس میں میری طرف کذب بیانی کی نسبت نہیں ہو سکتی جیسے کہ موت کا واقع ہونا یقینی ہے لیکن اس کا وقت خدا کے سوا کسی کو معلوم نہیں اگر کوئی شخص کسی دوسرے کو نصیحت کرے کہ بھائی خدا سے ڈرو موت سر پر کھڑی ہے تو کیا وہ دوسرا شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ تمہارا مجھ کو موت سے ڈرانا تب باور کر سکتا ہوں جب تم مجھ کو یہ بتادو کہ فلاں وقت پر تم کو موت آئے گی پس جس طرح یہ نہیں کہہ سکتا اسی طرح تم بھی نہیں کہہ سکتے کہ عذاب کا وقت معین بتادو ورنہ ہم تمہاری تصدیق نہیں کرتے ۱۲ منہ ؎۱۸ اس میں سمجھایا کہ ہم تو سیدھے کھڑے ہو کر سامنے کو چلتے ہیں یعنی خدا کی پیدا کردہ فطرت پر قائم ہو کر صالح اعمال سے زندگی بسر کرتے ہیں اگر بالفرض خدائے تعالیٰ ہم کو عذاب کرے تو تم کو جو تقاضائے فطرت سے بے راہ ہو کر الٹے چلتے ہو خدا کے غضب سے کون پناہ دے گا ۱۲ منہ

فَسَتَعۡلَمُوۡنَ مَنۡ هُوَ فِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ ○ قُلۡ اَرَءَیۡتُمۡ

پس تم عنقریب جان لوگے کہ کون ہے گمراہی کھلی ہوئی میں؟ [۱۹] (اے پیغمبرؐ! ان سے یہ بھی) کہیے کہ بھلا

اِنۡ اَصۡبَحَ مَآؤُکُمۡ غَوۡرًا فَمَنۡ یَّاۡتِیۡکُمۡ بِمَآءٍ مَّعِیۡنٍ ○ ع

بتلاؤ تو اگر چلا جاوے تمہارا پانی نیچے (زمین میں) پس کون لاوے گا تم کو پانی نتھرا ہوا [۲۰]

۴- سُورتِ نُوحؑ

اس سورت میں صرف حضرت نوح علیہ السلام کی تبلیغ و رسالت اور ان کی دعا کا ذکر ہے اس لیے اس سورت کو ان کے نام نامی سے موسوم کیا اور پیغمبرانِ خدا کی رسالت و دعوت اور ان کی اطاعت قرآن شریف کے اہم مقاصد میں سے ہے۔ حضرت نوحؑ کا زمانہ حضرت آدمؑ سے بہت قریب تھا۔ چنانچہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ تفسیر سورتِ نوحؑ میں آپ کے آباؤ اجداد کا ذکر کر کے فرماتے ہیں:

"پس حضرت آدمؑ اور حضرت نوحؑ کے درمیان آٹھ واسطے ہیں اور کوئی بھی ان آٹھ واسطوں میں سے کافر نہ تھا۔ سب مسلمان (اور) نیک ذات تھے۔ ہاں! حضرت ادریسؑ کی وفات کے بعد حضرت آدم کی اولاد میں بت پرستی رواج پاگئی تھی"

حضرت نوحؑ سے پیشتر حضرت آدمؑ حضرت شیثؑ اور حضرت ادریسؑ جن کا نام بائیبل میں اخنوخ ہے سب پیغمبر تھے لیکن حدیث شفاعت [۱] سے حضرت نوحؑ کو اَوَّلُ نَبِیٍّ بَعَثَهُ اللّٰهُ

---

[۱۹] اس میں سمجھایا کہ ہم نے ہر طرح سے سمجھا کر تم پر حجت پوری کر دی ہے اب خدائے تعالیٰ واقعات سے ظاہر کر دے گا کہ ہدایت پر کون ہے؟ اور گمراہ کون ہے؟ یہ مضمون سورتِ طٰہٰ کے اخیر میں بھی ہے ۱۲ منہ

[۲۰] حدیث میں فرمایا ہے کہ اس آیت کے ختم پر پڑھو اللّٰهُ یَاْتِیْنَا بِهٖ وَهُوَ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ

تَمَّ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ

[۱] مشکوٰۃ ص۴۸۸ باب الحوض والشفاعۃ ۱۲ منہ

اِلٰی اَھْلِ الْاَرْضِ کہا گیا ہے۔ کیونکہ حضرت ادریسؑ تک تمام لوگ مطابق اس تعلیم کے جو آدمؑ سے ادریسؑ تک خدا کی طرف سے پہنچتی رہی توحید اور نیک عمل پر قائم تھے اور شرک کا رواج اصلاً نہیں تھا۔ حضرت ادریس کے بعد شرک نہایت دھیمی چال سے چلتے حضرت نوحؑ کے وقت تک رواج عام پا گیا تھا۔ اس وقت اصلاح کے لیے خدا نے جسے مبعوث فرمایا وہ حضرت نوح علیہ السلام ہیں پس اس حساب سے آپ پہلے رسول ہیں

سُوْرَۃُ نُوْحٍ مَکِّیَّۃٌ وَّھِیَ بَعْدَ الْبَسْمَلَۃِ ثَمَانٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰیَۃً وَّفِیْھَا رُکُوْعَانِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو رحم کرنے والا بڑا مہربان ہے

اِنَّآ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِہٖٓ اَنْ اَنْذِرْ قَوْمَکَ مِنْ

بیشک ہم نے بھیجا نوحؑ کو ان کی قوم کی طرف کہ ڈراؤ اپنی قوم کو پہلے اس سے کہ آوے

قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ○ قَالَ یٰقَوْمِ اِنِّیْ

ان پر عذاب دردناک کہا (نوحؑ) نے اے میری قوم بیشک

لَکُمْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ○ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰہَ وَاتَّقُوْہُ

میں تمہارے لیے (خدا کی طرف سے) کھلا ڈر سنانیوالا ہوں، کہ تم عبادت کرو (صرف) اللہ کی اور اس سے ڈرتے رہو

وَاَطِیْعُوْنِ ○ یَغْفِرْ لَکُمْ مِّنْ ذُنُوْبِکُمْ

اور میری فرمانبرداری کرو [۱] بخشش دے گا (خدا) تم کو تمہارے بعض گناہ [۲]

[۱] ایک دفعہ لاہور میں مولوی عبداللہ صاحب چکڑالوی بانی مذہب اہل قرآن سے آیت اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول (سورت نور) کے متعلق مناظرہ ہوا کہ اس جگہ رسول سے مراد بشر رسول ہے یا قرآن؟ مولوی عبداللہ صاحب کا قول تھا کہ بشر رسول غیر اللہ ہے اور غیر اللہ کی اطاعت شرک ہے اس لیے اس جگہ رسول سے مراد قرآن ہے اور واؤ اس جگہ عطف تفسیر کے لیے ہے میں نے منجملہ اور آیتوں کے ایک یہ آیت بھی پیش کی تھی کہ نوحؑ بشر رسول ہیں اور وہ اطیعون کہکر اپنی اطاعت کا حکم کرتے ہیں اور رسول برحق شرک کی تعلیم نہیں کرتا اس لیے آپ کا قول غلط ہے اور یہ آیت اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول میں بھی رسول سے مراد آنحضرت صلعم کی ذات اقدس مراد ہے اور
(باقی اگلے صفحہ پر)

وَ يُؤَخِّرْكُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ اِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ اِذَا جَآءَ

اور (آرام و آسائش سے) مہلت دیگا تم کو اجل مقرر تک، بیشک خدا کی (مقرر کردہ) اجل جب (سر پر) آجائے گی

لَا يُؤَخَّرُ ۘ لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ قَالَ رَبِّ اِنِّىْ دَعَوْتُ

تو (اس سے آگے) مہلت نہیں ملے گی ؎۳ کاش! تم اس امر کو سمجھو (قوم نے نہ مانا تو نوحؑ نے کہا اے میرے مالک بیشک میں نے بلایا اپنی

آپ کا آیت و لا یشرک فی حکمہ احدًا کو پیش کرنا بھی بے جا ہے جیسا کہ فرمایا وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ نیز فرمایا ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ (پ۵، نساء) نیز فرمایا وما ینطق عن الھوٰی ان ھو الا وحی یوحٰی، نیز اس لیے کہ قرآن شریف میں ہر جگہ آنحضرتؐ کو رسول کہا ہے جیسا کہ فرمایا محمد رسول اللہ (پ۲۶ فتح) اور قرآن کو ایک جگہ بھی رسول نہیں کہا گیا۔ پس آپ اپنے قول کے مطابق قرآن سے دلیل لائیں کہ الرسول سے مراد قرآن ہے اور آپ کا اس واو کو عطف تفسیر کیلئے کہنا بھی بالکل غلط ہے کیونکہ عطف تفسیری اس جگہ ہوتا ہے جہاں پر معطوف علیہ میں ابہام ہو اور یہاں پر معاملہ اسکے الٹ ہے "اللہ" جو معطوف علیہ ہے اجلی اور اوضح ہے اس میں کسی طرح کا ابہام نہیں اور الرسول جس سے آپ اس کی تفسیر کرنا چاہتے ہیں اسی میں نزاع واقع ہو رہی ہے کہ اس سے کون مراد ہے؟ پس ابہام اس میں ہوا نہ اللہ میں لہٰذا یہاں پر عطف تفسیری درست نہ ہوا ۱۲ منہ

؎۲ من ذنوبکم یعنی بعض گناہ تمہارے یعنی وہ گناہ جو ایمان سے پہلے کفر کی حالت میں سرزد ہوئے اور جو بعد ایمان کے کرو گے ان کا حساب الگ ہے یہاں تو یہ نہی ہے۔ لیکن آنحضرتؐ کی اطاعت و اتباع کی آیات میں لفظ مِن کے بغیر صرف ذنوبکم فرمایا ہے چنانچہ فرمایا قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم نیز یصلح لکم اعمالکم ویغفر لکم ذنوبکم (احزاب رکوع اخیر) اسی طرح سورہ صف پ۲۸ میں بھی ہے یغفر لکم ذنوبکم گویا اتباع سنت سے اگلے پچھلے سب گناہ بخشے جاتے ہیں ۱۲ اللھم ارزقنا ۱۲ ؎۳ پہلے فرمایا یؤخرکم الی اجل مسمّی پھر فرمایا لا یؤخر اس میں بظاہر اثبات و نفی کا اختلاف ہے مفسرین نے اس کی کئی ایک توجیہات بیان کی ہیں، ہمارے نزدیک یؤخر اور دوسرے لا یؤخر کا مفہوم الگ الگ ہے پہلے یعنی مثبت سے مراد اجل مسمّی تک آرام و آسائش سے زندہ رکھنا مراد ہے جیسا کہ فرمایا یمتعکم متاعًا حسنًا الی اجل مسمّی (ہود رکوع اول) اور دوسری دفعہ یعنی منفی حالت میں لا یؤخر کا مفہوم یہ ہے کہ جب موت سر پر آگئی تو پھر مہلت نہیں ملے گی کیونکہ آئی موت ٹلا نہیں کرتی پس موت سے پہلے ایمان لے آؤ۔ ہٰذا والحمد للہ ۱۲ منہ

قَوْمِيْ لَيْلًا وَّنَهَارًا ۝ فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَآءِيْٓ اِلَّا فِرَارًا ۝

قوم کو رات کو بھی اور دن کو بھی لیکن نہ زیادہ کیا ان کو میرے بلانے نے مگر بھاگنا

وَاِنِّيْ كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوْٓا اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ

اور تحقیق میں نے جب جب بھی ان کو بلایا کہ تو ان کو بخشش دے تو انہوں نے کر لیں اپنی انگلیاں اپنے

اٰذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِيَابَهُمْ وَاَصَرُّوْا وَاسْتَكْبَرُوا

کانوں میں اور لپیٹ لیے اپنے کپڑے اور ضد کی اور تکبر کیا

اسْتِكْبَارًا ۝ ثُمَّ اِنِّيْ دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ۝ ثُمَّ اِنِّيْٓ اَعْلَنْتُ

بڑا تکبر کرنا، پھر تحقیق میں نے ان کو بلایا (توحید و ایمان کی طرف) پکار کر، پھر یہ کہ ان کو (مجالس میں) علانیہ بھی کہا

لَهُمْ وَاَسْرَرْتُ لَهُمْ اِسْرَارًا ۝ فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا

اور تنہائی میں ان کو پوشیدہ طور پر بھی کہا پس میں نے ان سے کہا کہ بخشش مانگو

رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۝ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ۝

اپنے رب سے بیشک وہ بڑا بخشنہار ہے ۵۵ بھیجے گا تم پر بارش موسلا دھار ۵۶

سلہ یہی حال کفار مکہ کا تھا کہ آنحضرتؐ کے وعظ و تبلیغ اور قرأت قرآن حکیم پر یہی حرکتیں کرتے تھے اس کا ذکر قرآن شریف میں کئی جگہ ہے مثلاً سورت حٰمٓ رکوع اول اور سورت بنی اسرائیل رکوع پنجم سالم اور سورت حٰمٓ تفصلت ع ۵ پس اللہ تعالیٰ نے حضرت نوحؑ کا ذکر سنا کر آنحضرتؐ کو تسلی دی کہ منکر لوگوں کا ہمیشہ سے یہی دستور ہے آپ صبر کریں اور نصرت کی امید رکھیں ۱۲ منہ ۵۵ ان ہر دو مقام پر ثُمَّ ذکر کی ہے وقوعی نہیں اسلیے ہم نے اس کا ترجمہ پھر یہ کہ کیا ہے اور رات اور دن دعوت و تبلیغ کرنے کے یہ معنی نہیں کہ تمام رات اور تمام دن۔ بلکہ یہ معنی ہیں کہ رات کے وقت بھی اور دن کے وقت بھی وعظ و تذکیر کرتا رہا لیکن انہوں نے کچھ بھی پرواہ نہیں کی ۱۲ منہ

۵۶ نبی برحق کی دعوت سے یہی مقصود ہوتا ہے کہ لوگ اپنی سابقہ حالت سے توبہ کریں تاکہ آگے کے لیے صالح ہو جائیں اور گذشتہ گناہ معاف ہو جائیں تو وہ دنیا اور عاقبت میں فلاح پائیں اس لیے کہا کہ بخشش مانگو۔ خدا بخشنہار ہے۔ یہ مضمون قرآن شریف میں بہت جگہ ہے ۱۲ منہ

وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّ

اور مدد کریگا تمہاری (کئی قسم کے) مالوں سے اور بیٹوں سے ۷ اور پیدا کرے گا تمہارے لیے باغات اور

يَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ۝ؕ مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ۝ۚ

پیدا کرے گا تمہارے لیے نہریں، تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اعتقاد نہیں کرتے خدا کی بزرگی کا ۸

وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا ۝ اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ

حالانکہ پیدا کیا اس نے تم کو مختلف حالتوں میں ۹ کیا نہیں دیکھا تم نے کس طرح پیدا کیے خدا نے

سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۝ؕ وَّجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّ

سات آسمان تہ بہ تہ اور بنایا ان میں چاند کو روشنی اور

جَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ۝ وَاللّٰهُ اَنْۢبَتَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ

بنایا سورج کو چراغ اور اللہ نے اگایا تم کو زمین سے ایک قسم کا

نَبَاتًا ۝ۙ ثُمَّ يُعِيْدُكُمْ فِيْهَا وَيُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجًا ۝ وَاللّٰهُ

اگانا ۱۰ پھر لوٹائے گا تم کو اسی میں ۱۱ اور نکالے گا تم کو ایک قسم کا نکالنا ۱۲ اور اللہ نے

۷ استغفار سے گناہ بھی بخشے جاتے ہیں اور مال وجان اور اولاد میں بھی برکت ہوتی ہے حدیث شریف میں وارد ہے کہ جو مومن سب مومن مردوں اور عورتوں کے لیے ہر روز ستائیس دفعہ استغفار کرتا ہے تو خدائے تعالیٰ اسے مستجاب الدعوات بنا دیتا ہے اور ان سے بندوں پر رزق کی بھی کشائش ہوتی ہے الحمدللہ کہ اس ناچیز کا یہ روزانہ وظیفہ ہے خدائے تعالیٰ قبول فرماوے آمین ۱۲ منہ ۸ یعنی تم شرک کرتے ہو تو اس سے خدائے تعالیٰ کی شان کی تحقیر ہے توحید قبول کرو کہ اس کی عظمت سمجھی جائے کیونکہ اسکی شان کے لائق یہی ہے ۱۲ منہ ۹ یعنی تمہاری بتوں کے پیٹ میں تمہاری مختلف حالتیں بدلیں جیسا کہ سورت مومنین رکوع اول اور سورت زمر رکوع اول میں بھی مذکور ہے ۱۰ ایک قسم کا اگانا یعنی زمین سے خوراک نکالی خوراک سے تمہارا تخم بنایا پھر اس سے تمہارا بدن بنایا۔ تو اصل پیدائش مٹی سے ہوئی ۱۲ منہ ۱۱ اسی میں واپس لوٹائے گا یعنی چاہے قبر میں دفن کیا جائے چاہے آگ میں جلایا جائے چاہے درندے کھا جائیں چاہے پانی میں بہ جائے سب زمینی چیزوں کا انجام خاک میں مل جانا ہے پھر جہاں جہاں کسی کے ذرے ہیں وہ سب خدا کے علم میں ہیں چنانچہ سورۂ ق میں فرمایا قد علمنا ما تنقص الارض منهم اور ان ذروں کو جوڑ کر اس سے ایک نیا جسم بنانا اور اس (باقی اگلے صفحہ پر)

جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ بِسَاطًا ۝ لِّتَسْلُكُوْا مِنْهَا سُبُلًا

بنایا واسطے تمہارے زمین کو بچھونا تاکہ تم چل سکو اس کی راہوں

فِجَاجًا ۝ قَالَ نُوْحٌ رَّبِّ اِنَّهُمْ عَصَوْنِيْ وَاتَّبَعُوْا مَنْ

کشادہ میں، کہا نوح نے اے میرے رب بیشک انہوں نے میری نافرمانی کی اور پیروی کر لی اس کی

لَّمْ يَزِدْهُ مَالُهٗ وَوَلَدُهٗٓ اِلَّا خَسَارًا ۝ وَمَكَرُوْا

کہ نہیں زیادہ کیا اس کو اسکے مال نے اور اسکی اولاد نے سوائے خسارہ کے اور منصوبہ باندھا انہوں

مَكْرًا كُبَّارًا ۝ وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ

نے بہت بڑا منصوبہ اور کہا انہوں نے نہ چھوڑنا تم اپنے معبودوں کو اور خاص کر نہ چھوڑنا

وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا ۙ وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا ۝ وَ

وُدّ کو اور نہ سواع کو اور نہ یغوث کو اور یعوق اور نسر کو، سلہ اور

جسم میں روح پھونکنا ہماری قدرت میں ہے جیسے کہ پہلی بار کیا تھا اسی کے مطابق فرمایا کَمَا بَدَاْنَا اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ (انبیاء رکوع ۷) نیز فرمایا وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّشْاَةَ الْاُوْلٰى فَلَوْلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝ (پ۲۷ واقعہ ع ۲) ۱۲ منہ سلہ ایک قسم کا نکالنا یعنی پہلی پیدائش تدریجی ہے کہ حالتیں بدلبدلکر زمین سے پیدا کیا قیامت کی پیدائش فوری ہوگی وہ اور قسم کی ہے اور آیت کَمَا بَدَاْنَا اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ (پ۱۷ انبیاء) میں جو مماثلت ہے وہ کیفیت میں نہیں بلکہ تحت قدرت داخل ہونے میں مماثلت ہے یعنی جس طرح پہلی بار مٹی سے پیدا کر لیا ہے دوسری بار بھی پیدا کر لیں گے ہمارے نزدیک دونوں حالتیں ایک جیسی ہیں ۱۲ منہ سلہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ نے فرمایا کہ پانچ بت پانچ صالحین کی یاد میں بنائے گئے تھے۔ پھر رفتہ رفتہ ان کی عبادت شروع ہوگئی آپ نے یہ بھی فرمایا کہ ہندوؤں کے ہاں (متابعت معنوی) کے لحاظ سے ان کے نام یہ ہیں وُدّ، بشن، سواع، برہمن، یغوث، اِندر، یعوق، شو، نسر، ہنومان۔ صحیح بخاری میں حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ عربوں میں بھی ان بتوں کی عبادت رائج ہوگئی تھی، وُدّ کی بنی کلب میں، سواع کی بنی ہذیل میں، یغوث کی بنی مراد اور بنی غطیف میں یعوق کی قبیلہ ہمدان میں اور نسر کی حمیر آل ذی الکلاع میں۔ یہ رواج ظہور اسلام تک رہا۔ اسلام نے سب کا ملیامیٹ کر دیا۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ نَّبِيِّ الرَّحْمَةِ ۱۲ منہ

قَدْ اَضَلُّوْا كَثِيْرًا ۚ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا ضَلٰلًا ۝

تحقیق گمراہ کر ڈالا انہوں نے بہت لوگوں کو اور نہ زیادہ کر ظالموں کو مگر گمراہی میں ؎۴

مِمَّا خَطِيْٓـٰٔتِهِمْ اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا ۙ فَلَمْ يَجِدُوْا

وہ اپنی خطاؤں کی وجہ سے (طوفان میں) غرق کیے گئے پس مرنے کے بعد داخل کیے گئے آگ میں پس نہ پائے انہوں نے واسطے

لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْصَارًا ۝ وَقَالَ نُوْحٌ رَّبِّ لَا

اپنے سوائے خدا کے مددگار اور نوحؑ نے یہ بھی کہا کہ اے میرے رب نہ چھوڑ

تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ۝ اِنَّكَ اِنْ

اوپر زمین کے کافروں میں سے کوئی بسنے والا بیشک تو نے اگر

تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا

باقی چھوڑا ان کو گمراہ کر دیں گے تیرے (دیگر) بندوں کو اور نہ جنیں گے مگر بدکاروں منکروں ؎۵

كَفَّارًا ۝ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ

کو، اے میرے پروردگار بخش مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور اس کو بھی جو داخل ہو میرے گھر میں

مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۭ وَلَا تَزِدِ

مومن ہو کر اور (باقی) تمام مومن مردوں اور تمام مومن عورتوں کو بھی اور نہ زیادہ کرنا

الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا ۝ ع

ظالموں کو مگر تباہی میں ؎۶

؎۴ اس مقام سے صاف ظاہر ہے کہ لوگ کفر و شرک اور فسق و فجور پر اصرار کرتے ہیں اور نبی وقت یا اسکے خلیفہ کی نہیں سنتے۔ تو خدائے تعالیٰ نے ان لوگوں پر حجت پوری کرنے کے بعد ان کو اس گمراہی پر قائم رکھتا ہے اور ان سے اپنی توفیق ہٹا لیتا ہے اور ان کی پرواہ نہیں کرتا ختم۔ اضلال و اغوا وغیرہ الفاظ کی نسبت جہاں کہیں اللہ تعالیٰ کی طرف کی گئی ہے ان سے مراد امہال و خذلان ہے جیسا کہ فرمایا فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا اور يمدهم في طغيانهم يعمهون (پ۱) نیز فرمایا ويذرهم في طغيانهم يعمهون (اعراف پ۹) سیدنا امام ابو حنیفہ رح کی فقہ اکبر میں ہے اِضلالُہ خِذلانُہ یعنی خدا کے اضلال کے معنی ہیں "توفیق ہٹا لینا"۔

؎۵ خدائے تعالیٰ نے حضرت نوحؑ کو فرمایا تھا لن يؤمن من قومك الا من قد امن (ہود پ۱۲)

(باقی اگلے صفحہ پر)

۵۔ سُورتِ مزّمّل

شانِ نزول یہ سورت مبارکہ اوائل عہد نبوت میں مکہ شریف میں نازل ہوئی اور بقول حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ اسکی آخری آیت یعنی اِنَّ رَبَّکَ سے تا آخر ایک سال بعد نازل ہوئی آنحضرتؐ نے مناسبت مضمون) کی وجہ سے اُسے اسی سورۃ میں ملحق کیا ھکذا روی البغویؒ عن عائشہ رضؓ بہت سے مفسرین نے اس کے شانِ نزول میں وہی قصہ ذکر کیا ہے جو سورۃ مدثر کے سببِ نزول کا صحیح بخاری وغیرہ کتب حدیث میں حضرت جابرؓ سے مروی ہے لیکن یہ عاجز اپنی چھوٹائی اور ان کی بزرگی کو ملحوظ رکھتے ہوئے عرض کرتا ہے کہ وہ قصہ تو صرف ایک ہی دفعہ واقع ہوا اس کی بنا پر دو مستقل صورتوں کا اترنا جن کے مضامین بالکل الگ الگ ہیں ناقص سمجھ میں نہیں آتا۔ سورۃ مدثر میں امر قُمْ فَاَنْذِرْ صاف بتلا رہا ہے کہ اس کا نزول پہلے ہے اور سورت مزمل میں وَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ صاف بتلا رہا ہے کہ صبر کا حکم تب ہوا جب آپ سورۃ مدثر کے امر سے تبلیغ حق کے لیے کھڑے ہوئے اور لوگوں نے طرح طرح کی باتیں کہنی شروع کیں پس ان دونوں کے درمیان

یعنی تیری قوم میں سے کوئی بھی ایمان نہیں لائے گا مگر وہی جو ایمان لا چکے یعنی وہی رہیں گے ان کے سوا کوئی دیگر ایمان نہیں لائے گا اس لیے آپ نے سب کی ہلاکت کے لیے دعا مانگی اور آگے کی نسل کے لیے بھی مایوس ہوگئے ۱۲ منہ

لہ کفار کے حق میں ہلاکت کی دعا کے بعد سب مومنوں کے لیے مغفرت کی دعا کی۔ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ نے حضرت [illegible] تابعیؒ کا قول نقل کیا ہے کہ حضرت نوحؑ کے آباؤ اجداد میں حضرت آدمؑ تک کوئی بھی کافر نہیں تھا [illegible] سب مومن و موحد تھے اور اسی طرح ان کی والدہ ماجدہ بھی مسلمان تھیں حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص ہر روز مومن مردوں اور مومن عورتوں (سب کے لیے) پچیس یا ستائیس دفعہ بخشش مانگتا ہے وہ مستجاب الدعوات ہو جاتا ہے اور اہل زمین کو اس کی دعا کی برکت سے رزق ملتا ہے (حصن حصین صفحہ ۵۳)

یہ عاجز کہتا ہے میں بموجب اس حدیث کے نوح علیہ السلام کی یہ دعا ہر روز تہجد کی نماز کے بعد مومنات تک پڑھتا ہوں اس سب کے علاوہ اپنا آپ اپنے ماں باپ اپنی بیوی اپنی اولاد اپنا مہمان، اپنا ملاقاتی جو گھر میں آوے سب شامل ہیں خدائے تعالیٰ قبول فرماوے آمین تسّمّ والحمد للّٰہ!

کافی مدت کا گذرنا ضروری ہے پس حضرت جابرؓ کی روایت اس سورت کا شان نزول نہیں ہو سکتی۔

جن مفسرین نے اس قصہ کو اس کا شانِ نزول قرار دیا ہے غالباً ان کو اس وجہ سے التباس ہو گیا کہ اس واقعہ کی روایت میں الفاظ زملونی اور دثرونی دونوں آئے ہیں پس ان ہر دو الفاظ کے آنے سے ان بزرگوں نے دونوں سورتوں کا سبب نزول اسی ایک واقعہ کو سمجھ لیا۔ حالانکہ مزمل کے خطاب کے بعد مضمون اور ہے اور مدثر کے خطاب کے بعد اور ہے۔ اور اس واقعہ کو صرف سورت مدثر سے مناسبت ہے نہ مزمل سے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ اپنے صوفیانہ مذاق کو ملحوظ رکھتے ہوئے اور اس سورت کو اصول و مسائل سلوک و تصوف اور شرائط خرقہ پوشی پر مشتمل جانتے ہوئے جو ہر قسم کے تکلف و تصنع سے بری ہے حضرت عائشہ کی ایک روایت کی بنا پر فرماتے ہیں:

"مزمل اس شخص کو کہتے ہیں جو ایک کشادہ جامہ اپنے اوپر لپیٹے ہوئے ہو۔ آنحضرتؐ کا معمول تھا کہ آپ نے ایک کشادہ کمبل جو بقدر چودہ ہاتھ طول تھا رات کو اٹھنے کے لیے مہیا کر رکھا تھا۔ جب آپ رات کو نماز تہجد اور تلاوت قرآن کے لیے اٹھتے تو اس کمبل کو اپنے اوپر لپیٹ لیتے تاکہ ہوا کی سردی سے بھی محفوظ رہیں اور بسبب لپیٹنے کے نماز اور وضو کی حرکات و سکنات میں بھی حرج نہ ہو پس اس کمبل کو جو عبادت کے لیے مقرر تھا اپنے اوپر لپیٹ لینا گویا اس امر کی طرف اشارہ تھا کہ میں اپنے مالک کی عبادت میں داخل ہو گیا ہوں اور میں نے اس کام کو اپنے اوپر لازم کر لیا ہے جیسا کہ کمربند اور ہتھیاروں کا باندھ لینا سپاہ گری کی نشانی ہے اور قلمدان اور کاغذ کا اٹھانا منشی گری کی علامت ہے" الخ (انتہی مترجما تفسیر عزیزی ص۲۴۹)

فضائل:۔ بزرگانِ دین نے اس سورت مبارکہ کے مسائل پر نظر کر کے اسے تمام حاجات اور مشکلات میں مؤثر پایا ہے۔ چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ "القول الجمیل" میں فرماتے ہیں:

"میرے سردار اور میرے والد (حضرت شاہ عبدالرحیم صاحبؒ) قدس سرہٗ نے مجھ کو وصیت کی "یامغنی" کی ہمیشگی کی گیارہ سو بار اور سورت مزمل پڑھنے کی چالیس بار، اگر نہ ہو سکے تو گیارہ بار اور فرمایا کہ یہ دونوں عمل غنائے ظاہری و باطنی ہر دو کیلئے مجرب ہیں۔

سُورَةُ المُزَّمِّلِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ بَعْدَ الْبَسْمَلَةِ عِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّرُكُوْعَانِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت رحم کرنے والا مہربان ہے

يٰٓاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۙ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ۙ نِّصْفَهٗٓ اَوِ

اے کمبل پوش (پیغمبرؐ) ؎۱ اٹھو رات کو مگر تھوڑا (نہ اٹھو) ؎۲ یعنی آدھی رات کو یا

انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا ۙ اَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ

کم کرو اس سے تھوڑا یا زیادہ کرو اس پر کچھ ؎۳ اور پڑھو قرآن کو سنوار کر ؎۴

تَرْتِيْلًا ۭ اِنَّا سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا اِنَّ نَاشِئَةَ

بیشک ہم ضرور ڈالیں گے آپ پر ایک فرمان بھاری ؎۵ بیشک اٹھنا

؎۱ آنحضرتؐ نماز تہجد کے وقت موسم کے لحاظ سے کمبل اوڑھ کر نماز پڑھتے تھے اور دیر تک قیام کرتے تھے جس سے قدم سوج جاتے تھے اللہ تعالیٰ کو وہ حالت پیاری لگی اسی صفت اور نام سے پکارا کہ یٰٓاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ ۱۲ منہ

؎۲ اِلَّا قَلِیْلًا کے استثناء کے متعلق علماء نے بہت ترکیبیں لکھی ہیں ایک وہ ہے جو ہم نے اختیار کی ہے یعنی زیادہ کلفت نہ اٹھایئے تھوڑا سو بھی لیا کیجیے اس پر آنحضرتؐ کا عمل بھی شاہد ہے اور سورۂ ذاریات میں نیکوکاروں کا وصف بیان کیا ہے کانوا قلیلا من الیل ما یھجعون یعنی وہ رات کا تھوڑا حصہ سوتے تھے ۱۲ منہ

؎۳ نصف اور اس سے کچھ کم یا زیادہ سب حالتیں امر قم الیل کی تفسیر ہیں اور نصف کو اصل رکھا کیونکہ نصف ایک حد مقرر ہے اور اس سے کم یا زیادہ کی حد مقرر نہیں اور اس طرح عبارت بھی مختصر رہی ہے اور اگلے رکوع میں اسی پر آنحضرتؐ کا اور صحابہؓ کی ایک جماعت کا عمل بتایا ہے ۱۲ منہ ؎۴ قرآن کو سنوار کر پڑھنے میں کئی فائدے ہیں بعض واجبات کی حد میں ہیں اور بعض مستحبات کے درجے میں، مثلاً سنوار کر پڑھنے میں صحت لفظی بھی رہتی ہے جس پر صحت معانی کا مدار ہے اور کلام اللہ کی محبت و عظمت بھی ثابت ہوتی ہے اور روح پر اور قلب پر اس کا اثر بھی پڑتا ہے حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ نے کہا کہ قرآن ردی کھجوروں کی طرح نہ پھینکو اور اس فکر میں نہ پڑے رہو کہ یہ سورت کب ختم ہوگی ۱۲ منہ ؎۵ اِنَّا سَنُلْقِیْ الخ اسکے یہ معنی ہیں کہ اے پیغمبرؐ ہم آپ پر کئی ایک بھاری ذمہ داریاں ڈالنے والے ہیں جن کے مقابلے میں یہ تہجد کی نماز سہل ہے پس اسکے ادا کرنے سے ان ذمہ داریوں کی بجا آوری کے لیے صبر و استقامت کی قوت حاصل کیجیے چنانچہ اس کے آگے ان ناشئۃ الیل الخ اسی کی علت میں فرمایا۔ اور توکل بر خدا اور صبر بر ایذا کا حکم بھی اسی پر مبنی ہے (مستفاد از روح المعانی) ۱۲ منہ

اَلَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً وَّ اَقْوَمُ قِيْلاً اِنَّ لَكَ فِي

رات کا وہ بہت سخت ہے (نفس کیلئے) کچلنے میں ۶ اور بہت درست ہے بات میں بیشک آپ کیلئے دن

النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيْلاً وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ

میں ایک لمبا شغل ہے ۷ اور یاد کریئے اسم اپنے پروردگار کا ۸ اور دل جوڑ لیجئے

اِلَيْهِ تَبْتِيْلاً رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ

اس سے (سب سے) توڑ کر ۹ کیونکہ (وہ) رب ہے مشرق کا بھی اور مغرب کا بھی نا ۱

۶ نیند چھوڑ کر اُٹھنا طبع پر بوجھل ہے جیسا کہ فرمایا ان هذا السّهر جُهْدٌ وَّ ثِقْلٌ (حجۃ اللہ) یعنی یہ رات کا جاگنا طبیعت پر بوجھ اور ریاضت کا کام ہے" اسی لیے نفس کشی میں بہت موثر ہے اور نفس کشی سلوک الی اللہ کا زینہ ہے اسی لیے عادت گیر عبادت گذاروں کے لیے نہایت لذت کی چیز ہے اور مناجات کا جو حظ اس وقت میں حاصل ہوتا ہے وہ دوسرے وقتوں میں نہیں ہوتا اسی لیے اس سے آگے اقوم قیلا فرمایا کہ اس وقت کان شور و شغب سے خالی اور دل تفکرات سے فارغ اور دماغ بوجہ طعام ہضم ہو چکنے کے تبخیر سے سلامت ہوتا ہے اور اس پر مزید یہ کہ یہ وقت نزولِ رحمت کا ہے جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے اسلیے قرأت قرآن یا دعا کا جو کلمہ منہ سے نکلتا ہے دل میں بیٹھتا جاتا ہے۔ شاعر اور مصنف لوگ بھی اپنی کوشش بھر اس وقت کی برکات سے بہرہ حاصل کر لیتے ہیں ۱۲ منہ ۷ دن کے اشتغال کا ذکر بطور تعلیل کے یعنی قیام لیل کے حکم کی علت میں فرمایا کہ چونکہ آپ کو دن میں دیگر کئی ایک اشتغال پیش آتے ہیں اور آتیں گے مثل رعایت احوال اہل و عیال اور تبلیغ قرآن اور تعلیم و تفہیم صحابہؓ اور جواب سائلین اور ملاقات زائرین اور لشکروں کی تیاری جو ہمارے پروگرام میں مقدر ہے اگرچہ یہ سب کام بھی دینی اشتغال ہیں بعض بالواسطہ ہیں اور بعض بیواسطہ لیکن یاد خدا میں یکسوئی اور دل کی فراغت ضروری ہے، جو رات کے وقت میسر آتی ہے اس لیے رات کا اُٹھنا فرمایا اور چونکہ نیند طبعی نظام قدرت ہے اس لیے اسے بالکل ترک کرنا بھی پسند نہیں کیا اس لیے قم اللیل کے بعد الّا قلیلاً سے استثنا کیا ۱۲ منہ ۸ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ یہ حکم یا تو نمازِ تہجد کے علاوہ دیگر اذکار و ادعیہ کے متعلق ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی یاد میں پڑھا کرتے تھے یا دن کے وقت باوجود اشتغالِ کثیرہ کے اپنے اوقات و انفاس کو ذکر خدا سے معمور رکھنے کی بابت ہے جیسے جلوت میں خلوت اور دست در کار و دل بایار کہتے ہیں اور آنحضرت ؐ کی عادت مبارکہ ایسی ہی تھی کہ کل احوال و اوقات میں خدا کا ذکر کرتے تھے، جیسا کہ حضرت عائشہؓ سے منقول ہے کہ آنحضرت صلعم سب اوقات میں خدا کو

(باقی اگلے صفحہ پر)

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا

اسکے سوا کوئی دوسرا عبادت کا حقدار نہیں ۱۱ پس پکڑ یئے اسی کو کارساز ۱۲

۹ وتبتل الیہ تبتیلا۔ تبتل کے معنی ہیں انقطاع، حاصل اس کا یہ ہے کہ خلقت سے علاقہ توڑ کر خالق سے جوڑ لو یہ جذب الی اللہ کی احسن صورت ہے۔ نماز تہجد کے بعد ذکر خدا سونے پہ سہاگے کا کام دیتا ہے اور اس سے جذب الی اللہ کا ثمرہ ملتا ہے، خدائے تعالیٰ سے علاقہ مضبوط ہو جاتے تو سب ریاضتیں سہل ہو جاتی ہیں۔ توکل و استقامت اور صبر و تحمل کی قوت بھی پیدا ہو جاتی ہے ۱۲ منہ ۱۰ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ مشرق و مغرب کی ربوبیت میں کئی امر داخل ہیں (۱) آفتاب کا طلوع و غروب خدا کے حکم سے ہوتا ہے اور اسی نے اس کا یہ اندازہ مقرر کر رکھا ہے (۲) اہل مشرق و اہل مغرب کا پروردگار وہی ایک ذات ہے (۳) مشرقی اور مغربی مقامات سب کا مالک و پروردگار وہی ہے جس کے نام کے ذکر کا آپ کو حکم کیا جاتا ہے گویا یہ علت ہے پہلے حکم واذکر اسم ربک کی اور اس میں ربوبیت کو آنحضرتؐ کی ذات اقدس کی طرف مضاف کیا تھا مزید عنایت و شفقت کے لیے۔ اب اس میں مشرق و مغرب کی طرف مضاف کر کے بتایا کہ وہ ربوبیت عامہ سے سب کا پروردگار ہے پس رب المشرق والمغرب خبر ہے اور اس کی مبتدا ھو محذوف ہے (جامع البیان) ۱۲ منہ

۱۱ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ، رب المشرق والمغرب میں توحید ربوبیت کا ذکر کیا۔ اب لا الٰہ الا ھو میں توحید الوہیت ذکر کی مشرک لوگ عام طور پر الوہیت کے متعلق شرک کرتے ہیں گویا سمجھایا کہ جب مشرق و مغرب کا رب ہے وہی الٰہ یعنی معبود ہونے کا حقدار ہے دیگر کوئی نہیں قرآن شریف میں توحید الوہیت کی بنا زیادہ تر توحید ربوبیت پر قائم کی گئی ہے کیونکہ پیدائش کے بعد انسان کی نظر میں سب سے پہلے جو کچھ سامنے آتا ہے وہ اسی صفت کی جلوہ افروزی کا نظارہ ہے اور جدھر دیکھتا ہوں ادھر تو ہی تو ہے تجلی تیرے نور کی سو بسو ہے" کی صحیح تعبیر یہی ہے ۱۲ منہ ۱۲ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا یہ بطور نتیجہ کے ہے کہ جب رب بھی وہی ہے تو توکل و بھروسا اور کارسازی و سپردکاری اسی کی چاہیئے۔ اس مضمون کی آیات بھی بکثرت ہیں اور انبیاء کا دین یہی ہے مثلاً حضرت نوحؑ قوم کی سرکشی پر اس کو سنا کر کہتے ہیں فعلی اللہ توکلت (یونس ع ۸) اور حضرت ہودؑ قوم کے بڑے مفسدوں کے مقابلہ میں کہتے ہیں انی توکلت علی اللہ ربی وربکم (ہود ع ۵) اور حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کی ایذاؤں پر اپنی قوم کو فرماتے ہیں فعلیہ توکلوا ان کنتم مسلمین (یونس ع ۱۱) ۱۲ منہ

وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا
اور صبر کیجیے ان (سب باتوں) پر جو (منکر لوگ) کہتے ہیں ۱۳ اور چھوڑ دیجیے ان کو خوبی کا

جَمِيْلًا ۝ وَذَرْنِيْ وَالْمُكَذِّبِيْنَ اُولِي النَّعْمَةِ
چھوڑنا ۱۴ اور چھوڑ دیجیے مجھ کو اور جھٹلانے والوں کو جو صاحبان عیش و آرام ہیں

۱۳ واصبر علی ما یقولون۔ آنحضرتؐ جب شرک اور غیر اللہ کی پرستش اور رسوم جاہلیت کی تردید کرکے ان کو توحید اور دینِ حنیفی کی طرف دعوت دیتے تو وہ لوگ بوجہ خرابیٔ ذہنیت آپ کے طرح طرح کے نام رکھتے۔ کوئی قرآن شریف کی برجستگی اور بلاغت کی وجہ سے شاعر کہتا، کوئی معجزات کی وجہ سے ساحر کہتا، کوئی پیشگوئیوں کی وجہ سے کاہن کہتا، کوئی آپ کے زہد و اتقا اور تعبد کو دیکھ کر کہتا کہ ان کے دماغ میں خشکی ہوگئی ہے اور ان کو جنون ہوگیا ہے اور ان کے دماغ میں سما گیا ہے کہ مجھ پر وحی آتی ہے۔ کوئی کہتا کہ ان کو غاروں میں رہنے کے سبب سے جنات کا سایہ ہوگیا ہے کوئی کہتا نہیں جی! کسی غرض و مطلب کیلئے جھوٹ موٹ نبوت کا دعویٰ کر دیا ہے۔ غرضیکہ جتنے منہ اتنی باتیں کوئی کچھ کوئی کچھ کہتا۔ خدائے تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ ان سب باتوں پر صبر کریں اور ان سے تعرض نہ کریں کیونکہ لوگوں کی ایذاؤں پر صبر کرنا بھی آئین درویشی ہے اور آپ نے جو خرقہ درویشی پہنا ہے اور عبادتِ الٰہی میں اس قدر شب بیداری اور مشقت جھیلتے ہیں تو ان بد بولنے والوں کی ایذاؤں کو بھی برداشت کیجیے۔ ۱۴ واھجرھم ھجرا جمیلا اس لیے فرمایا کہ مہاجرت یعنی قطع تعلق کی ایک صورت ناراض ہوکر روٹھ بیٹھنا ہے اور یہ مناسب نہیں کیونکہ اس صورت میں فرض تبلیغ و تذکیر جو آپ کا اصل منصب ہے اس میں خلل پڑے گا لہٰذا اس کو جمیلا سے مقید کیا کہ رہیے تو ان سے الگ لیکن ایسی خوبی کے ساتھ کہ اس میں کسی قسم کی اخلاقی برائی نہ ہو (سبحان اللہ) حضرت شاہ عبدالقادر صاحبؒ نے اس آیت کے حاشیہ پر فرمایا "خلق سے کنارہ کرلیکن لڑ بھڑ کر نہیں سلوک سے" حواشی متعلقہ ترجمہ مولینا محمود الحسن صاحب مرحوم میں اس موقعہ پر مولینا شبیر احمد صاحبؒ نے حضرت شاہ صاحب کا یہ کلام ان کا ادب ملحوظ رکھتے ہوئے نقل کرکے کہا ہے "مگر یاد رہے کہ یہ آیت مکی ہے آیات قتال کا نزول مدینہ میں ہوا ہے" گویا مولینا شبیر احمد صاحبؒ نے شاہ صاحب کے الفاظ "لڑ بھڑ کر" ان لڑائیوں کے معنوں میں لیا ہے جو مدینہ میں واقع ہوئیں حالانکہ لڑنے بھڑنے سے حضرت شاہ صاحب کا مقصد بداخلاقی سے روٹھ بیٹھنا ہے جیسا کہ ان کے الفاظ "لڑ بھڑ کر نہیں سلوک سے" واضح کرتے ہیں "لڑ بھڑ کر نہیں" کلام منفی اور "سلوک سے" کلام مثبت ہے اور ایک ہی فعل

(باقی اگلے صفحہ پر)

وَمَهِّلْهُمْ قَلِيلًا ٥ إِنَّ لَدَيْنَا أَنكَالًا وَّجَحِيمًا ٥

اور مہلت دیجیے ان کو تھوڑی مدت ١٥ تحقیق ہمارے پاس بیڑیاں ہیں اور بھڑکتی آگ

وَطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّعَذَابًا أَلِيمًا ٥

اور کھانا گلے میں اٹکنے والا اور (دیگر) عذاب دردناک ١٦

"کنارہ کرنے کے متعلق ہیں، پس ٹرٹر کر نہیں سے خفگی و ناراضگی سے روٹھ بیٹھنا مراد ہے نہ کہ جنگ و قتال معروف، فافہم ۱۲ منہ ١٥ جب لوگوں کی ایذاؤں اور بدگوئیوں پر صبر کرنے کا حکم دیا تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا پھر وہ اسی طرح ظلم و تعدی کرتے رہیں؟ سو اس کے جواب میں فرمایا کہ اس امر کو ہم پر چھوڑ دیجیے تھوڑی مدت ڈھیل دیکر ہم سب کو گرفتار عذاب کر لیں گے ہمارے پاس کئی قسم کے عذاب ہیں آپ اپنا فرض تبلیغ رسالت ادا کرتے رہیں اور ذَرْنِي اور مَهِّل میں بصیغۂ امر آنحضرت کو بالخصوص مخاطب کیا اور سلسلۂ کلام میں ایسا ہی مناسب تھا، کیونکہ یہ بدگوئیاں آپ ہی کی نسبت کی جاتی تھیں اور ان پر آپ ہی کو صبر کرنے کا حکم کیا ہے کیونکہ آپ ہی انتقام کے طلبگار ہو سکتے تھے۔ اسی معنی میں سورۂ احقاف رکوع اخیر میں فرمایا: فاصبر کما صبر اولوا العزم من الرسل ولا تستعجل لهم یعنی اے پیغمبر ایسی صبر کیجیے جس طرح صبر کیا اولوا العزم رسولوں نے اور نہ جلدی کیجیے ان کے (عذاب) کے لیے۔ نیز منکرین کی بداندیشیوں کے مقابلہ میں آپ کو فرمایا انهم یکیدون کیدا و اکید کیدا، فمهل الکفرین امهلهم رویدا ؁ یعنی بیشک یہ لوگ بڑی بڑی خفیہ تدبیریں (آپ کی ایذا کے لیے) کرتے رہتے ہیں اور میں (خدائے واحد بھی) (ان کے مقابلہ میں آپ کے بچاؤ کی) تدبیریں ہوں پس آپ ان کو تھوڑی مدت مہلت دیجیے (کہ اس میں ہمارے علم میں چند مصلحتیں ہیں) اسی لیے آنحضرت ﷺ نے حضرت نوحؑ اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کی طرح عذاب استیصال کی بددعا نہیں کی بلکہ آپؐ نے کبھی اپنی ذات کا انتقام بھی نہیں لیا حالانکہ انتقام لے لینا ہر ایک کا حق ہے۔ کیونکہ آنحضرت کو امت سے الگ بالخصوص صبر کا حکم ہے چنانچہ فرمایا: وان عاقبتم فعاقبوا الآیۃ (پ ۱۴ النحل رکوع اخیر) یعنی (اے مسلمانو!) اگر تم بدلہ لو تو بدلہ لو مثل اس کی جو تم کو ستایا گیا اور البتہ اگر تم صبر کرو تو وہ بہت بہتر ہے صبر کرنے والوں کے لیے اور (اے پیغمبر آپ (بہتر پر عمل کرنے کے لیے) صبر ہی کیجیے اور آپؐ کا صبر کرنا خدا ہی کی توفیق سے ہوگا سوائے اس کے نہیں ہوگا۔" ساری عمر آنحضرت ﷺ کا عمل اسی کے مطابق رہا کہ آپؐ نے اپنی جان کا کسی سے کبھی بدلہ نہیں لیا۔ حضرت صدیقہ رضؓ کہتی ہیں ما انتقم النبی صلی اللہ علیہ وسلم لنفسه قط الحدیث رواہ البخاری ومسلم معناہ "یعنی نہیں انتقام لیا آنحضرت ﷺ نے اپنی جان کا

(باقی اگلے صفحہ پر)

يَوْمَ تَرْجُفُ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ وَكَانَتِ الْجِبَالُ

(یہ عذاب ہوگا) جس دن کانپے گی زمین اور پہاڑ بھی اور ہو جائیں گے پہاڑ

كَثِيْبًا مَّهِيْلًا ۝ اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا ۝

(جیسے) ریت کا ٹیلا بھر بھرا ۱۷ تحقیق ہم نے (اسدن سے پہلے) بھیجدیا ہے تمہاری طرف (عظیم الشان) رسول (محمدؐ)

کبھی بھی" اور جہاد کی بنا ضعفاء و مظلومین کی مدافعت پر تھی چنانچہ سورہ حج میں فرمایا ان اللہ یدافع عن الذین امنوا نیز فرمایا اذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا الآیۃ اور اجازت جہاد میں سب سے پہلے یہی آیت نازل ہوئی نیز خدائے تعالیٰ ہجرت کے بعد مکہ شریف کے باقی ماندہ بوڑھوں، عورتوں اور بچوں پر سے ظلم دور کرنے اور اسلام کی آزادی کے لیے اہل مدینہ (مہاجرین وانصار رضی اللہ عنہم اجمعین) کو جہاد کی ترغیب میں فرماتا ہے، وما لکم لا تقاتلون فی سبیل اللہ والمستضعفین من الرجال والنسآء والولدان الآیۃ پ النسآء ع ۱۰) یعنی تم کو کیا ہے کہ تم خدا کی راہ میں اور ضعیف مردوں اور عورتوں اور بچوں کی خلاصی کے لیے لڑائی نہ کرو جو ظلموں سے تنگ آکر کہتے ہیں اے ہمارے مالک ہم کو اس بستی (مکہ شریف) سے نکال لے جس کے باشندے ظالم ہیں" ۱۲ منہ

۱۶ اس میں سمجھایا کہ مہلت دینے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ ہمارے پاس کئی قسم کے عذاب ہیں مثلاً انکالاً "لوہے کی بھاری بیڑیاں" کیونکہ یہ بھی رسوم جاہلیت اور سفلیات کی محبت کی بیڑیوں میں پھنسے ہوئے ہیں اور جحیما یعنی "آتش دوزخ" بھی ہے کیونکہ ان کو نفسانی خواہشوں اور قوت غضبیہ کی آگ لگی ہوئی ہے اور طعاما ذا غصۃ یعنی گلے میں اٹک جانے والا طعام یعنی "تھوہر کا درخت" بھی ہے۔ کیونکہ حق ان کے حلق سے نہیں اترتا اور اس کے علاوہ عذابا الیما نہایت دردناک عذاب بھی ہے (مستفاد از تفسیر رحمانی ۱۲ منہ

۱۷ اس میں سمجھایا کہ یہ سب امور حکماً تو ان پر اس وقت بھی وارد ہیں لیکن جب اس دنیا کا سارا نظام درہم برہم کر دیا جائے گا اور زمین اور پہاڑ زلزلہ عظیم سے کانپ اٹھیں گے اور شدت زلزلہ اور آندھی کی تیزی سے پہاڑ مثل ریت کے بھر بھرے ٹیلے کے ہو جائیں گے اور پھر ہوا میں بادلوں کی طرح اڑتے نظر آئیں گے اس دن مذکورہ بالا سب عذاب حسی طور پر ان پہ واقع ہو جائیں گے ۱۲ منہ ۱۸ آنحضرتؐ کو تبلیغ کرنے اور لوگوں کی ایذاؤں پر صبر کرنے اور ان ریاضات کا حکم کرنے کے بعد جن سے تبلیغ کی مہم سر ہو اور صبر و استقامت کی قوت حاصل ہو اہل مکہ کو خطاب کیا جن میں آنحضرت کو مبعوث کیا ۱۲ منہ

شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا ۱۹ ۵

گواہی دینے والا تم پر[۱۹] جیسے بھیجا تھا ہم نے طرف فرعون کی ایک رسول (موسیٰ) [۲۰]

فَعَصٰى فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ فَاَخَذْنٰهُ اَخْذًا وَّبِيْلًا ۵

پس نافرمانی کی فرعون نے اس رسول کی پس پکڑا ہم نے اس کو پکڑنا وبال ناک

فَكَيْفَ تَتَّقُوْنَ اِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ

پس کس طرح بچو گے تم اگر تم کفر کرو گے (اس پیغمبر کا) [۲۱] اسدن (کے عذاب سے) جو کر دے گا لڑکوں کو

[۱۹] شَاهِدًا عَلَيْكُمْ انبیاء کی شہادت دو طرح پر ہے اول تبلیغ رسالت کے وقت توحید الٰہی کی شہادت، جیسے کہ حضرت ابراہیمؑ نے اپنی قوم سے کہا تھا وَاَنَا عَلٰى ذٰلِكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ یعنی میں اس امر توحید پر منجملہ شاہدوں کے ہوں۔ دوم قیامت کے دن حساب کتاب کے وقت کہ انبیاء اپنی امتوں میں تبلیغ دین کی شہادت دینگے جیسے کہ فرمایا وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا عَلَيْهِمْ مِّنْ اَنْفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيْدًا عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ (نحل پ۱۴) یعنی جس دن ہم ہر امت میں ایک گواہ انہی میں سے مقرر کریں گے اور آپؐ کو اے پیغمبر ان (اہل مکہ) پر گواہ کر کے لائیں گے" اسی طرح سورہ نساء رکوع ۶ میں بھی فرمایا اور اسی معنی میں صحیح بخاری میں حضرت نوحؑ کے ذکر میں ایک لمبی حدیث حضرت نوحؑ کی شہادت کے متعلق ہے۔ پس آنحضرتؐ کو اس آیت سورۃ مزمل میں اور اسی طرح سورہ احزاب کی آیت يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا میں انہی معنی میں شاہد کہا گیا ہے کہ آپؐ حضرت ابراہیمؑ کی طرح توحید الٰہی کے شاہد بھی ہیں اور قیامت کے دن حضرت نوحؑ کی طرح اہل مکہ پر بھی شاہد ہوں گے جن میں موجود رہ کر آپؐ نے تبلیغ کی اور ان دونوں شہادتوں کے سوا تیسری یہ بات کہنی کہ آنحضرتؐ تمام روئے زمین پر بعد وفات شریف کے حاضر و ناظر ہیں بالکل غلط ہے اور حضرت عیسیٰؑ کی شہادت کے خلاف ہے جو سورۃ مائدہ کے آخری رکوع میں مذکور ہے وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ جس کا ماحصل یہ ہے کہ نبی اللہ جب تک قوم میں موجود ہے صرف اس وقت کے لیے اسکی شہادت ہو سکتی ہے بعد ازاں کے لیے نہیں اور صحیح بخاری میں صاف مذکور ہے کہ خود آنحضرتؐ بھی اہل بدعت کے مقابلہ میں یہی آیت پڑھیں گے (ذکر عیسیٰ بن مریم) ۱۲ منہ [۲۰] آنحضرتؐ کی رسالت کو حضرت موسیٰؑ کی مانند فرمایا دو وجہ سے، اوّل اس لیے کہ آنحضرتؐ اور اہل مکہ کے حالات کو موسیٰؑ اور فرعون کے حالات سے مناسبت و مشابہت ہے دوم اس لیے کہ ان ہر دو پیغمبروں کی شریعت جہادی ہے (باقی اگلے صفحہ پر)

شِيْبًا ۝ السَّمَآءُ مُنْفَطِرٌۢ بِهٖ ؕ كَانَ وَعْدُهٗ مَفْعُوْلًا ۝

بوڑھا ۲۲ اس سے تو آسمان بھی پھٹ جائے گا ۲۳ اس (خدا) کا وعدہ ہو کر رہے گا ۲۴

اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ۝

بیشک یہ ایک نصیحت ہے پس جو چاہے ۲۵ پکڑ لے اپنے رب کی طرف رستہ

اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ

اے پیغمبر! بیشک آپ کا رب جانتا ہے کہ آپ (نماز کے لیے) اُٹھتے ہیں کبھی دو تہائی رات سے قدرے کم

الَّيْلِ وَنِصْفَهٗ وَثُلُثَهٗ وَطَآئِفَةٌ مِّنَ الَّذِيْنَ

اور (کبھی) آدھی رات کو اور (کبھی) اسکی تہائی کو اور ایک (خاص) جماعت ان لوگوں میں سے بھی

مَعَكَ ؕ وَاللّٰهُ يُقَدِّرُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ؕ عَلِمَ اَنْ

جو آپ کے ساتھ والے ہیں یعنی صحابہؓ ۲۶ اور اللہ ہی اندازہ کرتا ہے رات اور دن کا اسکو معلوم ہے کہ تم اس

اور اسی لیے خدائے تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو وحی کی تھی جیسا کہ کتاب استثنا میں جو موسیٰؑ کی پانچویں کتاب گنی جاتی ہے مذکور ہے "میں ان کے لیے ان کے بھائیوں میں سے تجھ سا ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا" اور اس موعود نبی سے آنحضرتؐ کی ذات اقدس مراد ہے جیسا کہ ہم نے اپنی متعدد کتابوں میں بدلائل ثابت کر دکھایا ہے ۱۲ منہ ۲۱ اس میں اہل مکہ کو سمجھایا کہ جب فرعون اور اس کی قوم کا انجام بوجہ موسیٰؑ رسول خدا کی نافرمانی کے معلوم ہو چکا تو تم جو فرعونی غرور میں آکر اپنے عہد کے رسول محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا انکار کرتے ہو، تم خدا کی گرفت سے کس طرح بچ گے؟ ۱۲ منہ ۲۲ میدانِ محشر میں اس کی دہشت سے جوان بوڑھے ہو جائیں گے۔ اسناد مجازی کے طور پر فعل کی نسبت ظرف یعنی یوم کی طرف کی گئی ہے ۱۲ منہ ۲۳ السَّمَآءُ منفطر اس جگہ السَّمَآءُ کی خبر مُنْفَطِرٌ مذکر ذکر کی ہے۔ کیونکہ اس کا استعمال مذکر و مؤنث ہر دو طرح پر آتا ہے ۱۲ منہ ۲۴ اس عذاب یا روز قیامت کے وعدے کو تحقق و توقع کے لحاظ سے مفعولًا فرمایا یعنی ضرور ضرور واقع ہوگا۔ ایسا سمجھو کہ واقع ہو گیا یا اس لیے حکماً یہی سمجھو کہ یہ عذاب ان پر واقع ہو گیا کیونکہ وہ ان کے سر پر سوار ہے آیا کہ آیا ۱۲ منہ ۲۵ یہ چاہنا رغبت دلانے کے لیے ہے یا جبر محض کے مقابلہ میں مسئلہ اختیار ظاہر کرنے کے لیے ہے ۱۲ منہ ۲۶ الذین معک سے صحابہ کرامؓ کی جماعت مراد ہے اس آیت میں ان کے لیے دو نیک باتوں کی شہادت خداوندی ہے اوّل یہ کہ ان کو (باقی اگلے صفحہ پر)

لَّنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ

(معین وقت) کو نگاہ نہ رکھ سکو گے پس اس نے توجہ کی تم پہ پس پڑھ لیا کرو جو آسان ہے قرآن

الْقُرْاٰنِ ۭ عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰى ۙ وَاٰخَرُوْنَ

سے لے اس کو یہ بھی معلوم ہے کہ تم میں سے بعض لوگ بیمار ہو جائیں گے اور بعض دیگر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ والے یعنی اصحاب النبی فرمایا ہے جیسے کہ حضرت ابوبکر صدیق رض کے لیے آیت اذ یقول لصاحبہ میں صاحب کا لفظ اور موسیٰ کے ساتھ والوں کو قال اصحٰب موسیٰ (طٰہٰ پ ۱۶) میں اصحاب فرمایا دوم ان کو شب بیدار عبادت گذار اور مجاہدین فی سبیل اللہ فرمایا پس ان کی فضیلت کے لیے خدا کی اس شہادت کے بعد کسی مزید شہادت کی ضرورت نہیں اس کے بعد بھی جو ان سے بغض و کدورت رکھے وہ خدا کے ہاں اپنی منزلت سمجھ لے۔ (۲) منہ لے حضرات حنفیہ کے نزدیک اس آیت کی رو سے نماز میں فضیلت کے رتبہ میں صرف مطلق قرات ہے چاہے کہیں سے ہو اور تعیین فاتحہ جو حدیث لا صلوٰۃ لمن لم یقرء بفاتحۃ الکتاب (بخاری مسلم وغیرہما) میں مذکور ہے سو وجوب کے درجے میں ہے (اصول شاشی) پس ان کے نزدیک فاتحہ کے بغیر نماز فاسد نہیں ہوتی ہاں ناقص رہتی ہے دیگر یہ کہ مقتدی کے لیے بموجب آیت واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا (اعراف پ ۹) اور حدیث واذا قرء فانصتوا (مسلم و ابوداؤد) خاموشی ضروری ہے اور حدیث قرءۃ الامام لہ قراءۃ سے (موطا امام محمد صفحہ ۹۸) اسکی مؤید ہے نیز حدیث لا صلوٰۃ لمن لم یقرء بفاتحۃ الکتاب آیت فاقرءوا ما تیسر من القرآن کے عموم کے خلاف ہے لہٰذا مقتدی کو امام کے پیچھے خاموش رہنا چاہیے یہ حنفی مذہب کے دلائل کا خلاصہ ہے جو ان کے پیشوا اہل اصول نے اور ان کے متبعین علمائے دیوبند مثل مولینا رشید احمد صاحب مرحوم اور مولینا انور شاہ صاحب مرحوم نے اپنی تصانیف میں بیان کیے ہیں سو اس کا **جواب** بتوفیق الٰہی یہ ہے کہ حنفی علماء اصول نے اس آیت فاقرءوا ما تیسر من القرآن اور آیت واذا قرئ القرآن کو ایک دوسری کے معارض سمجھ کر ساقط کر دیا ہے (توضیح تلویح اور نور الانوار) نور الانوار کے الفاظ یہ ہیں: فان الاول بعمومہ یوجب القراءۃ علی المقتدی والثانی بخصوصہ ینفیہ وقد وردا فی الصلوٰۃ جمیعا فتساقطا (صفحہ ۱۹۴) یعنی پہلی آیت یعنی فاقرءوا ما تیسر اپنے عموم کے رو سے مقتدی پر قرات واجب کرتی ہے اور دوسری آیت یعنی واذا قرئ القرآن اپنے خصوص سے اس کی نفی کرتی ہے اور دونوں نماز کے بارے میں نازل ہوئی ہیں پس ہر دو (استدلال سے) ساقط ہو گئیں" خدائے تعالیٰ ان بزرگوں پہ رحمت کرے انہوں نے قرآن شریف کی دو آیتوں کو بیکار کر دینا آسان جانا لیکن اپنے اختیار کردہ مذہب کو ترک نہ کیا۔

دیگر یہ کہ جب آیت فاقرءوا ما تیسر سے مطلق قرات فرض ہوئی تو مقتدی پر بھی فرض رہے گی اور صاحب نور الانوار نے بھی عبارت محولا بالا میں اسے تسلیم کیا ہے اور حنفیہ اور شوافع اور اہلحدیث کا متفقہ و مسلمہ اصول ہے کہ مقتدی سے فرائض ساقط نہیں ہو سکتے۔ لیکن باوجود اس کے حضرات حنفیہ نے اس اصول کے خلاف حدیث جابر رض کی رو سے جو موقوف ہے سے (باقی آگے)

سے دیکھو جامع ترمذی صفحہ ۴۳ اور کتاب القراءۃ امام بیہقی رح اور اگر بالفرض اسے بموجب روایات موطا امام محمد رح کے مرفوع بھی مان لیا جائے تو

پھر بھی وہ خود تخصیص قبول کرتی ہے کیونکہ یہ عام مخصوص البعض ہے ... آیت فاقرءوا ما تیسر کی تخصیص ... قرآن کی تخصیص نہیں ہو سکتی ۱۲ منہ

يَضْرِبُونَ فِي الْأَرْضِ يَبْتَغُونَ مِنْ فَضْلِ اللَّهِ ۙ وَآخَرُونَ

سفر کریں گے زمین میں تلاش کریں گے خدا کا فضل (یعنی رزق حلال) اور بعض دیگر

يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۖ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ ۚ وَأَقِيمُوا

جنگ کریں گے خدا کی راہ میں پس تم (ایسی صورتوں میں) پڑھ لیا کرو جو کچھ آسان (نظر آوے) اس سے اور

الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَأَقْرِضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا ۚ وَمَا

قائم رکھو نماز اور ادا کرتے رہو زکوٰۃ اور قرض دو اللہ کو قرض حسنہ ۵۲۸ اور تم جو کچھ بھی

آیت کی تخصیص کر دی اور مقتدی سے قرآت بھی ساقط کر دی دیگر یہ کہ اصل تفسیر اس آیت فاقرءوا ماتیسر کی جس سے دوسری آیت واذا قرئ القرآن سے تعارض بھی رفع ہو جائے اور احادیث نبویہ بھی ان کے خلاف نہ پڑیں بلکہ سب باہم جمع ہو جائیں اور ہر ایک اپنے اپنے مدلول و معنی میں قائم رہے۔ یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ نے اسجگہ فاقرءوا ماتیسر دو دفعہ فرمایا ایک دفعہ رات کے گھٹنے بڑھنے یعنی وقت کی تنگی کے اور دوسری دفعہ بیماری اور سفر کے عذر میں اور سفر دو طرح کا ظاہر کیا ایک طلب معاش کے لیے اور دوسرا جہاد فی سبیل اللہ کے لیے اور ان چاروں عذروں کو ملحوظ رکھ کر قرآن کے متعلق آسانی اور تخفیف مرحمت فرمائی اور ظاہر ہے کہ ان چاروں عذروں میں سورت فاتحہ کی قرأت آسان ہے وقت تھوڑا ہو تو بھی بیماری ہو تو بھی سفر معاش کا ہو یا جہاد کا ہو تو بھی پڑھی جا سکتی ہے ہاں اسکے بعد قرأت کی حد مقرر نہیں اس لیے قرأت میں تخفیف و آسانی کا حکم اسی کی نسبت ہے اور یہ معنی عین وہی ہیں جو امام بیہقیؒ نے امام دار قطنیؒ کی روایت سے قیس بن حازم سے روایت کیے ہیں جو کہتے ہیں کہ میں نے بصرہ میں حضرت ابن عباسؓ کے پیچھے نماز پڑھی تو آپ نے پہلی رکعت میں سورت الحمد اور سورت بقرہ کی ایک آیت پڑھی پھر دوسری رکعت میں کھڑے ہوئے تو سورت الحمد اور سورت بقرہ کی دوسری آیت پڑھی اور رکوع کیا پھر جب نماز سے فارغ ہوئے تو ہماری طرف رُخ کیا کے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فاقرءوا ماتیسر من القرآن۔ امام دار قطنی نے کہا کہ یہ اسناد حسن ہے اور اس میں اس شخص کے لیے دلیل ہے جو یہ کہتا ہے فاقرءوا ما تیسر منہ کے معنی یہ ہیں کہ یہ حکم سورت فاتحہ کے بعد کی قرأت کے متعلق ہے واللہ اعلم (مترجما کتاب القراۃ للبیہقی صفحہ ۱۵۳ صفحہ ۱۵۴) قیس بن حازم کی یہ روایت تفسیر معالم، تفسیر سراج المنیر اور تفسیر فتح البیان میں بھی منقول ہے اور آیت واذا قرئ القرآن نماز کے متعلق نہیں بلکہ کفار کے قول لا تسمعوا لهٰذا القرآن (حٰم فصلت پ ۲۴) کے جواب میں ہے جیسا کہ امام فخر الدین رازیؒ نے اپنی تفسیر میں بیان کیا اور حدیث واذا قرء فانصتوا میں یہ زیادت بموجب قول امام ابوداؤد کے غیر محفوظ ہے اور اگر مان بھی لی جائے تو بعد فاتحہ کی قرآت کے متعلق ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہو چکا۔ دیگر یہ کہ فاقرءوا ما تیسر سے مراد ہی سورۃ فاتحہ ہے کیونکہ اس کی قرأت ہر ایک پر آسان ہے جیسا کہ اوپر بالتفصیل مذکور ہوا اور یہ عین مقتضا ہے اس حدیث کا جو سنن ابی داؤد میں رفاعہ بن رافعؓ کی ایک روایت میں حدیث مسیئ الصلوٰۃ میں ہے کہ آنحضرتؐ نے اسے قرأت نماز کے متعلق فرمایا تھا ثم اقرء بام القرآن وبما شاء اللہ ان تقرء اس میں آنحضرتؐ نے سورۃ فاتحہ کو معین رکھ کر باقی قرآت کو بما شاء اللہ سے ظاہر کیا ہے پس بہر دو صورت سورت فاتحہ معین رہی اور آسانی اور تخفیف کا حکم سورت فاتحہ سے بعد کی قرأت کے متعلق رہا فافہم ۱۲ منہ پس جب اسی آیت میں آسانی اور عدم تعیین سورۃ فاتحہ سے بعد کی قرآت کے متعلق ہوئی تو یہ آیت سورۂ فاتحہ کی تعیین کی مانع نہ ہوئی اور صحیح بخاری کی حدیث لا صلوٰۃ اپنے عموم سے (باقی آگے)

تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا

آگے بھیجو گے اپنی جانوں کے لیے نیکی (کی جنس) سے پا لوگے تم اس کو خدا کے پاس بہتر (صورت میں) ۵۲

وَّ اَعْظَمَ اَجْرًا ؕ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۠ ع

اور بہت عظمت والا اجر میں اور بخشش مانگتے رہو اللہ سے بیشک اللہ بخشنہار (اور) مہربان ہے ۵۳

نظر انداز نہ ہو سکی پس اس حدیث کی رُو سے سورت فاتحہ کی فرضیت کا حکم ہر نماز کے متعلق قائم رہا جیسا کہ امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں اس پر باب باندھا ہے ہم فخر سے نہیں بلکہ قوت دلیل کی بنا پر ڈنکے کی چوٹ کہتے ہیں کہ کیا کوئی ہے جو سارے اسفار حدیث کی ورق گردانی کرنے کے بعد ایک ہی حدیث جو صحیح و مرفوع ہو اور ممانعت سورۃ فاتحہ پر بغیر کھینچ تان کے صریح دلالت کرتی ہو لا دے، بریلویوں میں تو خدا جانے کون علم حدیث جانتا ہے لیکن دیو بندیوں میں تو خدا کے فضل سے ابھی تک حدیث دان علماء موجود ہیں جو خصوصیت سے ہماری اس پکار کے مخاطب ہیں، واللہ الہادی

۵۲ اَقْرِضُوا اللّٰهَ - انفاق فی سبیل اللہ کو خدائے تعالیٰ نے قرض کی مد میں شمار کیا ہے حالانکہ خدا تعالیٰ تو لے قرض لینے سے پاک ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ قرض کی ادائیگی واجب ہوتی ہے پس خدائے تعالیٰ نے مومنوں کو حوصلہ دیا اور یقین دلایا کہ خدائے تعالیٰ نے اپنی مہربانی سے تمہارے ان صدقات و خیرات کی جزا اپنے ذمہ اسی طرح لی ہے جس طرح قرض کی ادائیگی واجب ہوتی ہے پس یہ صورتاً قرض ہے نہ کہ حقیقتاً اہل منطق کہتے ہیں لولا الاعتبارات لبطلت الحکمۃ یعنی اگر اعتبارات کا لحاظ نہ کیا جائے تو حکمت و دانائی باطل ہو جاتی ہے ۱۲ منہ

۵۲۹ خَيْرًا اور اَعْظَمَ ہر دو مفعول ثانی ہونے کی وجہ سے منصوب ہیں (ہو خیرا و اعظم) ھُوَ خَيْرًا میں ھُوَ مبتدا نہیں ہے اگر ہوتا تو خیرٌ مرفوع ہوتا بلکہ یہ تَجِدُوْهُ کی ضمیر منصوب کی تاکید کے لیے ضمیر منفصل لائی گئی ہے - اکثر پنجابی مولوی جو نحو میں دسترس نہیں رکھتے عند اللہ پر ٹھہر جاتے ہیں اور ھُوَ کو الگ کر کے پڑھتے ہیں ایسا نہیں چاہیے بلکہ عند اللہ پر ٹھہرے بغیر ھُوَ کو اس سے ملا کر پڑھنا چاہیے فافہم ۱۲ منہ ۵۳۰ یعنی تمہاری لغزشیں معاف کرے گا اور تمہاری محنتیں اور ریاضتیں اور جہاد میں جان نثاری کی قربانیاں اور صدقات و خیرات میں اپنے لقمے اور اپنے بال بچے کے پیٹوں پر مساکین اور فی سبیل اللہ کے اخراجات کے ایثار کو اپنی مہربانی سے قبول فرما کر ان نیک اعمال کی نیک جزائیں عطا فرمائے گا - اللّٰھم ارزقنا ۱۲ منہ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

(۲۳ رمضان ۱۳۶۴ھ مطابق ۱۲ اگست ۱۹۴۵ء)

وانا العبد المذنب الفقیر الی مغفرۃ ربہ الکریم

(محمد ابراہیم میر سیالکوٹی)

ضمیمہ ریاض الحسنات

اسماءِ حسنیٰ و اسمِ اعظم و بعض اذکارِ مسنونہ

وللہ الاسماء الحسنیٰ فادعوہ بہا

موسومہ بہ

نصابُ السالکین

مرتبہ

[illegible] حافظ محمد ابراہیم سیالکوٹی

ناشر

محمدی اکیڈمی ناشران اسلامی کتب محلہ مسجد توحید گنج منڈی بہاؤالدین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَسْمَآءُ الْحُسْنٰی

خدائے تعالیٰ نے سورۂ اعراف میں فرمایا: وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا (پ۹)
یعنی اللہ تعالےٰ کے لیے اسمائے حُسنیٰ (اچھے نام) ہیں پس اس کو ان ناموں سے پکارو۔ اسی طرح سورۂ بنی اسرائیل میں فرمایا قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى (پ۱۵) یعنی (اے پیغمبرؐ! ان سے) کہہ دیجیے (خواہ) اللہ (کہکر) پکارو یا رحمٰن (کہکر) پکارو، پس اسی کے ہیں سب اسمائے حسنیٰ۔" یعنی دُعا کے وقت اُن ناموں کے ساتھ دُعا مانگو۔ جیسے کہ حضرت ایوب (علیہ السلام) نے بیماری سے شفا پانے کے لیے دُعا کی تو اس کا ذکر خدائے تعالیٰ نے یوں کیا وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗۤ اَنِّىْ مَسَّنِىَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ (انبیاء پ۱۷) یعنی ایوبؑ کو بھی ہم نے ہی ہدایت کی تھی جب اس نے اپنے رب کو (اس طرح) پکارا کہ بیشک مجھے سخت تکلیف پہنچی ہے اور تو اَرْحَمُ الرّاحمین ہے۔" اس پر خدائے تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے اس کی دُعا قبول کر لی اور اس کی تکلیف بالکل دُور کر دی۔

قرآن شریف میں انبیاء علیہم السلام کی دعاؤں کے ساتھ خدائے تعالیٰ کے خاص خاص نام بھی مذکور ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کے اسمائے حسنیٰ دعا کو قبولیت کے قریب کر دیتے ہیں۔ مثلاً حضرت زکریاعؑ نے اپنے بڑھاپے میں خدائے تعالیٰ سے بیٹا مانگا تو یوں دُعا کی رَبِّ لَا تَذَرْنِىْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ (انبیاء پ۱۷)" یعنی خداوندا! مجھے اکیلا نہ چھوڑ اور تو بہتر وارث ہے۔" دوسری جگہ یوں ذکر کیا رَبِّ هَبْ لِىْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ (آل عمران پ۳) یعنی اے میرے پروردگار بخشش کر مجھ کو اپنے پاس سے اولاد پاکیزہ بیشک تو دُعا کا سننے والا ہے۔

اسی طرح احادیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کے ساتھ بھی خدائے تعالیٰ کے خاص خاص اسمائے حسنیٰ مذکور ہیں۔ مثلاً جنگ بدر کے موقع پر آپؐ سجدے میں پڑ کر یوں دعا کرتے تھے اور بار بار کہتے تھے یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ۔ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ (حصن حصین صفحہ ۱۹۴)

"یعنی اسے بذات خود سدا زندہ اور سدا قائم (اور دیگر سب کو سنبھالنے والے) میں تیری رحمت کا واسطہ پکڑ کر فریاد کرتا ہوں"۔

قرآن مجید میں بعض جگہ تو فرمایا: وَاذْكُرْ رَّبَّكَ (اعراف پ۹، آل عمران پ۳) "یعنی اپنے رب کو یاد کر"۔ اور بعض جگہ اپنے نام کو یاد کرنے کا حکم کیا چنانچہ فرمایا: وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ ۔ (مزمل پ۲۹، دہر پ۲۹) "یعنی (اے پیغمبر!) یاد کیجیے اسم اپنے رب کا"۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کا اسم بھی برکت والا ہے چنانچہ فرمایا وَتَبَارَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ (الرحمٰن پ۲۷) "یعنی بہت برکت والا ہے نام آپ کے رب کا جو صاحب جلال اور بزرگی کا ہے"۔

صحیح بخاری میں حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: إِنَّ لِلّٰهِ تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ اِسْمًا مِائَةً اِلَّا وَاحِدًا مَنْ اَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ (کتاب التوحید) "یعنی اللہ کے ننانوے یعنی ایک کم سو نام ہیں، جو کوئی ان کو حفظ کرلے وہ جنت میں جائے گا"۔

ان ننانوے ۹۹ ناموں کی تفصیل بھی دوسری حدیث ترمذی میں مذکور ہے جو یہ ہے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ

وہ اللہ وہ ذات ہے کہ نہیں کوئی لائق عبادت کے سوائے اس کے

اَلرَّحْمٰنُ	اَلرَّحِيْمُ	اَلْمَلِكُ	اَلْقُدُّوْسُ	اَلسَّلَامُ
(وہ) نہایت بخشش والا ہے	نہایت مہربان	بادشاہ	پاک	سلامتی والا
اَلْمُؤْمِنُ	اَلْمُهَيْمِنُ	اَلْعَزِيْزُ	اَلْجَبَّارُ	اَلْمُتَكَبِّرُ
امن دینے والا	حفاظت کرنے والا	غالب	زبردست	کبریائی والا
اَلْخَالِقُ	اَلْبَارِئُ	اَلْمُصَوِّرُ	اَلْغَفَّارُ	اَلْقَهَّارُ
بنانے والا	پیدا کرنے والا	صورت بنانے والا	بخشنہار	زبردست
اَلْوَهَّابُ	اَلرَّزَّاقُ	اَلْفَتَّاحُ	اَلْعَلِيْمُ	اَلْقَابِضُ
عطا کرنے والا	رزق دینے والا	کھولنے والا	علم رکھنے والا	قبض (تنگی) کا مالک

اَلْبَاسِطُ	اَلْخَافِضُ	اَلرَّافِعُ	اَلْمُعِزُّ	اَلْمُذِلُّ
کشادگی دینے والا	نیچے کرنے والا	اونچا کرنے والا	عزت دینے والا	ذلت دینے والا
اَلسَّمِیْعُ	اَلْبَصِیْرُ	اَلْحَکَمُ	اَلْعَدْلُ	اَللَّطِیْفُ
سننے والا	دیکھنے والا	فیصلہ کرنے والا	انصاف کرنے والا	لطف والا، باریک بین
اَلْخَبِیْرُ	اَلْحَلِیْمُ	اَلْعَظِیْمُ	اَلْغَفُوْرُ	اَلشَّکُوْرُ
خبردار	حلم والا	عظمت والا	بخشنہار	قدر کرنے والا
اَلْعَلِیُّ	اَلْکَبِیْرُ	اَلْحَفِیْظُ	اَلْمُقِیْتُ	اَلْحَسِیْبُ
عالی ذات	بڑائی والا	حفاظت کرنے والا	نگہبان	حساب لینے والا
اَلْجَلِیْلُ	اَلْکَرِیْمُ	اَلرَّقِیْبُ	اَلْمُجِیْبُ	اَلْوَاسِعُ
جلال والا	کرم والا	محافظ	قبول کرنے والا	وسعت والا
اَلْحَکِیْمُ	اَلْوَدُوْدُ	اَلْمَجِیْدُ	اَلْبَاعِثُ	اَلشَّهِیْدُ
حکمت والا	پیار کرنے والا	قبول کرنے والا	قیامت کو اٹھانے والا	حاضر
اَلْحَقُّ	اَلْوَکِیْلُ	اَلْقَوِیُّ	اَلْمَتِیْنُ	اَلْوَلِیُّ
حق، ثابت رہنے والا	کارساز، توکل کیا گیا	قوت والا	پختہ	دوست، حمایت والا
اَلْحَمِیْدُ	اَلْمُحْصِیْ	اَلْمُبْدِئُ	اَلْمُعِیْدُ	اَلْمُحْیِیْ
تعریف کے قابل	اعمال کو گننے والا	پہلی بار پیدا کرنے والا	قیامت کو دوبارہ پیدا کرنے والا	زندگی دینے والا
اَلْمُمِیْتُ	اَلْحَیُّ	اَلْقَیُّوْمُ	اَلْوَاجِدُ	اَلْمَاجِدُ
موت دینے والا	زندہ	ہمیشہ رہنے والی ذات	پانے والا	بزرگی والا
اَلْوَاحِدُ	اَلْاَحَدُ	اَلصَّمَدُ	اَلْقَادِرُ	اَلْمُقْتَدِرُ
ایک	اکیلا	بے نیاز	سب کچھ کرسکنے والا	قدرت والا
اَلْمُقَدِّمُ	اَلْمُؤَخِّرُ	اَلْاَوَّلُ	اَلْاٰخِرُ	اَلظَّاهِرُ
آگے کرنے والا	پیچھے کرنے والا	سب سے پہلے (موجود)	سب سے پیچھے رہنے والا	ظاہر
اَلْبَاطِنُ	اَلْوَالِیْ	اَلْمُتَعَالِیْ	اَلْبَرُّ	اَلتَّوَّابُ
باطن	مالک	عالی ذات	احسان اکرام کرنیوالا	توبہ قبول کرنے والا

ذُوالجَلَالِ وَالاِکرَام	مَالِکُ المُلْکِ	اَلرَّؤُوْفُ	اَلعَفُوُّ	اَلمُنتَقِمُ
جلال اور بزرگی کا مالک	ملک کا مالک	شفقت والا	معاف کرنے والا	انتقام لینے والا
اَلمَانِعُ	اَلمُغْنِی	اَلغَنِیُّ	اَلجَامِعُ	اَلمُقْسِطُ
روکنے والا	غنی کرنے والا	بے پرواہ	جمع کرنے والا	عدل کرنے والا
اَلبَدِیْعُ	اَلهَادِی	اَلنُّوْرُ	اَلنَّافِعُ	اَلضَّارُّ
بے نمونہ بنانے والا	ہدایت دینے والا	نور	نفع کا مالک	ضرر کا مالک
	اَلصَّبُوْرُ	اَلرَّشِیْدُ	اَلوَارِثُ	اَلبَاقِی
	حوصلہ والا	بھلائی کا مالک	وارث	سدا رہنے والا

اِسمِ اعظم

حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ایک اسمِ اعظم ہے کہ اُس سے اللہ کو پکارا جائے تو دُعا قبول فرماتا ہے اور کچھ مانگا جائے تو عطا کرتا ہے (حصن حصین صفحہ ۳۴)

اس نام کی تعیین میں بنا بر روایات و تجربہ صلحا مختلف اقوال ہیں، اس اخفا میں یہ حکمت ہے کہ خدا یاد لوگ سعی و کوشش میں لگے رہیں اور غافل نہ ہوں جس طرح کہ لیلۃ القدر کے تعین کو اور جمعہ کی ساعتِ قبولیت کو اور موت کی گھڑی کو مخفی رکھا ہے۔

(۱) بعض مرفوع روایات میں حضرت یونسؑ کی دعا کو اسم اعظم کہا گیا ہے (حصن حصین صفحہ ۳۴) یعنی آیت کریمہ کو جو یہ ہے: "لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ" (انبیاء پ۱۷) یعنی (خداوندا!) تیرے سوا کوئی بھی لائق عبادت نہیں۔ تو پاک ہے بیشک میں ظالموں میں سے ہو گیا ہوں۔"

(۲) بعض روایتوں میں یہ شان قبولیت یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَام کی تائی گئی ہے (حصن حصین صفحہ ۳۹ بروایت ترمذی)

(۳) اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ کا ایک فرشتہ اسی امر پر مقرر ہے کہ جو شخص خدائے تعالیٰ کو تین دفعہ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ کہہ کر پکارتا ہے وہ فرشتہ اس شخص سے کہتا ہے کہ اَرحم الراحمین نے تیری طرف توجہ فرمائی ہے پس تو جو کچھ مانگنا ہو) مانگ لے (حصن حصین صفحہ ۳۵)

حضرت ایوبؑ نے اپنی بیماری میں خدائے تعالیٰ کو اسی اسم اَرحم الراحمین سے یاد کیا تو خدائے تعالیٰ

نے ان کی بیماری دور کر دی (انبیاء پ ۱۷)

(۴) بعض روایات کی رو سے اسم اعظم یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ ہے (حصن حصین صفحہ ۳۶) جنگ بدر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدے میں پڑ کر خدائے تعالیٰ کو اسی اسم اعظم سے پکارتے تھے (حصن حصین ص ۳۹)

اپنا تجربہ یہ سراپا تقصیر کہتا ہے کہ ہجوم افکار و احزان کے وقت میں ان چاروں سے اپنے مالک و مولیٰ کو پکارتا ہوں یعنی دعائے یونس سے بھی اور یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ سے بھی اور یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ سے بھی اور یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ سے بھی، جمعًا بین الروایات میں نے ان کو نہایت سریع التاثیر دیکھا۔ اِنَّ رَبِّیْ قَرِیْبٌ مُّجِیْبٌ،

سونے کے اذکار و آداب

نیند بھی خدائے تعالیٰ کی بھاری نعمتوں میں سے ہے۔ اطباء نے زندگی کے لیے چھ چیزیں ضروری لکھی ہیں جن کو ستہ ضروریہ کہتے ہیں ان میں سے ایک چیز نیند بھی ہے نیند سے دن بھر کے اشتغال کی تکان کام کاج کی کوفت، غم، فکر کے صدموں اور تکلیفوں سے آرام ملتا ہے اور انسان دوسرے روز یا دوسرے وقت کے لیے تازہ دم ہو جاتا ہے۔ قرآن مجید میں اس نعمت کا ذکر بہت سے مقامات پر ہے۔ لیکن باوجود اس کے نیند کی حالت کو موت سے بھی مشابہت ہے اور بسا اوقات ایسا بھی ہو جاتا ہے کہ انسان سویا سویا ہی مر جاتا ہے اور موقع توبہ و استغفار کا اور اپنی خطاؤں کی تلافی کا نہیں پا سکتا اسلیے خدا کی یاد کے بغیر سو جانا پرلے درجے کی غفلت ہے۔ کیا معلوم کہ کونسی نیند کے بعد ہم صبح کو نہیں اٹھیں گے۔ لہٰذا حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہمیشہ خدا کو یاد کرتے کرتے ہی سو جاتے تھے۔ چنانچہ ہم اس کے متعلق آپ کی ہدایات اور آپ کے معمولات کو ملحوظ رکھ کر بطور خلاصہ بعض اذکار تحریر کرتے ہیں:

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب رات کا ایک حصہ گذر جاتے (اور سونے کا وقت آجاتے) تو تم بِسْمِ اللہِ پڑھ کر اپنا دروازہ بند کر دو اور بِسْمِ اللہِ پڑھ کر چراغ (اور آگ) بجھا دو اور بِسْمِ اللہِ پڑھکر پانی کی مشک (یا برتن) کا منہ بند کر دو اور بِسْمِ اللہِ پڑھ کر برتنوں کو بھی ڈھانک دو۔ (شاید ان میں کوئی زہریلا کیڑا پھر جائے)

(۲) پھر بستر سے کو رومال وغیرہ سے جھاڑ کر صاف کرو (مبادا اس پر بھی کوئی ایذا والی چیز ہو) پھر باوضو ہو کر اور قبلہ رُخ ہو کر دائیں پہلو پر لیٹو اور اپنا دایاں بازو تکیہ کی طرح دائیں گال (رخسار) کے نیچے رکھ کر تمام اذکار ذیل یا ان میں سے جس قدر تم یاد کر سکو پڑھو۔

(الف) بِاسْمِكَ رَبِّيْ وَضَعْتُ جَنْبِيْ وَبِكَ اَرْفَعُهٗ اِنْ اَمْسَكْتَ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لَهَا وَاِنْ اَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهٖ عِبَادَكَ الصَّالِحِيْنَ ۝ (حصن حصین صفحہ ۵۶)

تیرے ہی نام سے اے میرے مالک رکھا میں نے پہلو اپنا اور ساتھ تیرے ہی فضل کے میں اُسے اُٹھاؤں گا۔ اگر تو قبض کرے جان میری تو اُسے بخش دینا اور اگر تو اسے واپس بھیج دے تو اس کی حفاظت کرنا جس کے ساتھ تو حفاظت کیا کرتا ہے اپنے بندوں صالحین کی۔

(ب) پھر تسبیح فاطمہؓ پڑھو یعنی وہ تسبیح جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے لخت جگر حضرت فاطمہؓ خاتونِ جنت کو سکھلائی تھی یعنی ۳۳ دفعہ سُبْحَانَ اللّٰہِ اور ۳۳ دفعہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور ۳۴ دفعہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھو (حصن حصین ص۵۷) اس سے دن بھر کے کام کاج کی تکان بھی دور ہو جاتی ہے اور رات بھر شرِ شیطان سے حفاظت بھی رہتی ہے اور ثواب آخرت مزید ہے پھر سورۃ فاتحہ پڑھو پھر سورۃ بقر کی ابتدائی آیات تا مُفْلِحُوْن پڑھو۔

(ج) پھر آیۃ الکرسی مع اس کے بعد کی دو آیتوں کے پڑھو پھر سورۃ بقر کی آخری تین آیتیں یعنی لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ سے اخیر سورت تک پڑھو، پھر سورۃ بنی اسرائیل کی آخری آیت پڑھو۔ یعنی وَقُلِ الْحَمْدُ سے اخیر سورۃ تک۔ اس سے خدا کے فضل سے چوری ڈکیتی اور آتش زدگی وغیرہ آفات سے حفاظت رہے گی (تفسیر ابن کثیرؒ)

پھر سورت کہف کی اخیر آیت میں سے فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا سے اخیر تک پڑھو اس سے خدا کی مہربانی سے نور حاصل ہوگا (فتح البیان)

پھر سورت الٓمٓ تنزیل (پ۲۱) اور سورت ملک پ۲۹) پڑھو (مشکوٰۃ) پھر سورت قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ (مع بسم اللہ) پڑھو[۱]

[۱] ان سب سورتوں کے شروع میں بسم اللہ کی قرأت حضرت جبیر بن مطعمؓ کی روایت سے لی ہے جو حصن حصین میں مذکور ہے ۱۲ منہ

(۵) پھر سورت قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اور سورت قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور سورت قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ (مع بسم اللہ) پڑھ کر اور اپنے دونوں ہاتھوں پر دم کرکے سر سے پاؤں تک جہاں تک تمہارے ہاتھ پہنچ سکیں تمام بدن پر پھیرو۔ سورت اخلاص اور معوذتین پڑھ کر اور ہاتھوں پر دم کرکے اپنے تمام بدن پر ہاتھ پھیرنے کا عمل تین دفعہ کرو۔ (حصن ص ۵۸)

اس کے بعد دنیا کی باتوں میں سے کوئی بات نہ کرو اور جب تک نیند نہ آئے اپنے گناہوں کو اور قیامت کے حساب کتاب کو یاد کرکے خدائے تعالیٰ سے معافی اور بخشش مانگتے ہوئے سو جاؤ۔

تنبیہ ضروری: اگر اپنے اہل کی طرف حاجت ہو تو فراغت پا کر اور استنجا پاک کرکے سونا چاہیئے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ ایسا ہی کرتے تھے۔ (مشکوٰۃ ص ۴۹)

جاگنے کے اذکار و آداب

جب جاگو تو فوراً پڑھو:

(۱) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ یُحْیِی الْمَوْتٰی وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ — سب تعریف خدا کے لیے ہے جو زندگی بخشتا ہے مردوں کو اور وہ ہر شئی پر قادر ہے۔

(۲) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ۔ — سب تعریف خدا کے لیے ہے جس نے زندگی بخشی ہم کو بعد اسکے کہ مارا تھا ہم کو اور طرف اسی کی ہے نقل و حرکت

اس کے بعد ہاتھوں کی ہتھیلی کو ناک کے ساتھ سامنے رکھ کر تین دفعہ ناک کو دبا کر سوں سوں کرو تاکہ اندر اور باہر کی ہوا نکل جائے اور اگر اس میں کچھ غلاظت ہو تو اسے صاف کرو۔

(۳) پھر آسمان کی طرف نظر اٹھا کر خدا کی قدرتوں کو دیکھتے ہوئے سورت آل عمران کی آخری دس آیتیں پڑھو یعنی اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ سے اخیر سورت تک۔

(۴) پھر اگر بیت الخلا میں جانے کی ضرورت ہو تو اسکے اندر قدم رکھنے سے پیشتر یہ دعا پڑھو:

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ۔ — خدا کے نام سے داخل ہوتا ہوں یا اللہ میں پناہ پکڑتا ہوں ساتھ تیرے ظاہری اور باطنی پلیدی سے اور پلید روحوں (جنوں اور شیطانوں) سے۔

(۵) پھر جب فراغت پا کر باہر نکلو تو کہو :-

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ ط — سب تعریف خدا کے لیے جس نے دور کی مجھ سے گندگی اور مجھے آرام دیا۔

(۶) پھر مسواک کر کے وضو کرو اور شروع میں کہو :-

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ — شروع ساتھ نام اللہ رحمٰن (اور) رحیم کے

اور اثنائے وضو میں کہو اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ وَوَسِّعْ لِیْ فِیْ دَارِیْ وَبَارِکْ لِیْ فِیْ رِزْقِیْ — یا اللہ بخش مجھ کو گناہ میرا اور کشادہ کر واسطے میرے گھر میرا اور برکت کر واسطے میرے روزی میری میں۔

(۷) جب وضو کر چکو تو آسمان کی طرف نظر اٹھا کر پڑھو :-

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ — میں گواہی دیتا (دیتی) ہوں کہ نہیں کوئی لائق عبادت سوائے اللہ کے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی بھی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا (دیتی) ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اسکے کامل بندے اور اس کے رسول ہیں۔

(۸) پھر ختم وضو پر یہ دعا پڑھو :-

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ، سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ — یا اللہ مجھ کو (گناہوں) سے توبہ کرنے والوں سے کر اور کر مجھ کو (ظاہر و باطن میں) پاک ہونے والوں میں سے پاک ہے تو یا اللہ اور ساتھ تیری حمد کے بخشش چاہتا، چاہتی ہوں میں تجھ سے اور رجوع کرتا، کرتی ہوں طرف تیری

(۹) اس کے بعد نماز تہجد پڑھو۔

تین یا پانچ وتر اکھٹے پڑھنے کا مسنون طریقہ :

صحیح احادیث مرفوعہ سے یہی ثابت ہے[۱] کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جب تین یا پانچ رکعات وتر اکھٹی پڑھتے تو صرف آخری رکعت میں قعدہ کرتے یعنی دوسری اور چوتھی رکعت میں تشہد نہ کرتے[۲]

---

[۱] اسکے سوا حنفی مذہب میں جو رواج ہے کہ وہ دوسری رکعت میں تشہد کرتے ہیں اسکی روایتیں (باقی اگلے صفحہ پر)

(۱) وتروں میں دعائے قنوت: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے نواسے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۵) رفعاً ثابت نہیں (مجموعہ فتاوی مولینا عبد الحی لکھنوی مرحوم جلد اول صفحہ ۲۹۹) ۱۲ منہ

۵ تین رکعت وتر میں دوسری رکعت میں تشہد نہ کرنے کی حدیث امام بیہقی کی سنن کبری جلد ۳ صفحہ ۲۸ میں ہے اور پانچ کی سورت میں دوسری اور چوتھی رکعت میں تشہد نہ بیٹھنے کی مرفوع حدیث صحیح مسلم اور صحیح بخاری میں ہے (حصن حصین یوسفی صفحہ ۱۷) ۱۲ منہ

ایک افسوس ناک غلطی کا اظہار مستدرک حاکم جو حیدر آباد دکن میں ۱۳۳۴ھ ۳۵ ہجری میں طبع ہوئی ہے وہ حضرات حنفیہ دیوبند یا اہل علم کے زیر نظر طبع ہوئی ہے اسکی تصحیح کے سٹاف میں مولینا امیر الحسن نعمانی اور دیگر علما ہیں اس کے متن میں حضرت عائشہ رض کی تین رکعت وتر والی روایت میں لا یجلس یا لا یقعد کی بجائے لفظ لا یسلم نقل کیا گیا ہے گو حاشیہ میں لا یقعد کا نسخہ بھی دے دیا ہے لیکن متن میں لا یسلم دکھا کر حنفی مذہب کے لیے حدیث کی تاویل کے لیے گنجائش نکالی گئی ہے صدہا سال پیشتر کی کتب اور زمانہ قریب اور زمانہ حال کی کتب جن میں مستدرک حاکم کی اس حدیث کا حوالہ درج ہے ان سب میں لا یجلس یا لا یقعد منقول ہے جن کے ہوتے مذہب حنفی کے طریقہ ادا کے لیے کوئی گنجائش نہیں۔ زمانہ قریب میں سب سے پہلے اس زبردستی کی تبدیلی کو حضرت مولانا شمس الحق صاحب رح عظیم آبادی رئیس ڈیانواں نے ظاہر کیا (دیکھو التعلیق المغنی علی سنن دارقطنی صفحہ ۱۷۲)

زمانہ حال کی تصنیف دیکھیے بلوغ الامانی شرح مسند امام احمد الشیبانی مطبوعہ مصر جلد ۴ صفحہ ۲۹۴۔ گویا کتب خانہ مصر کے نسخہ مستدرک میں بھی لا یقعد ہے۔ پھر زمانہ قریب کی تصنیف دیکھیے مجموعہ فتاوی مولینا عبد الحی لکھنوی رح جو ۱۳۰۴ھ میں فوت ہوئے جلد اول صفحہ ۲۹۹ پھر زمانہ بعید کی تصانیف میں سے دیکھیے تلخیص الحبیر صفحہ ۱۱۶ اور فتح الباری شرح صحیح بخاری ہر دو مصنفہ خاتمۃ الحفاظ حافظ ابن حجر رح، حافظ صاحب ممدوح ۸۵۲ھ میں فوت ہوئے۔

دیگر یہ کہ اسی حیدر آبادی نسخہ کے ذیل میں امام ذہبی رح کی تلخیص مستدرک بھی طبع ہوئی ہے اس میں لا یقعد مطبوع ہے۔

یہ سب سے بڑی دلیل ہے کہ حافظ ذہبی رح کے نسخہ مستدرک میں بھی لا یقعد لکھا ہے۔ دیگر یہ کہ یہی روایت امام بیہقی رح نے اپنے سلسلۂ اسناد سے حضرت عائشہ رض سے روایت کی ہے اور امام بیہقی رح کی یہ کتاب سنن کبری بھی اسی حیدر آبادی مطبع میں طبع ہوئی ہے اس میں بھی لا یقعد کا لفظ ہے (جلد سوم صفحہ ۲۸) یہ حاشیہ محض اظہار حق کے لیے لکھا گیا ہے واللہ الہادی ۱۲ منہ

حضرت حسنؓ کو جو دعا سکھائی تھی اور وہ قنوت وتر میں پڑھا کرتے تھے یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ اهْدِنِي فِيمَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنِي فِيمَنْ عَافَيْتَ وَتَوَلَّنِي فِي مَنْ تَوَلَّيْتَ وَبَارِكْ لِي فِيمَا أَعْطَيْتَ وَقِنِي شَرَّ مَا قَضَيْتَ إِنَّكَ تَقْضِي وَلَا يُقْضَىٰ عَلَيْكَ وَإِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ وَلَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ نَسْتَغْفِرُكَ وَنَتُوبُ إِلَيْكَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ

یا اللہ ہدایت دے مجھ کو ان لوگوں میں جن کو تو نے ہدایت دی اور عافیت دے مجھ کو ان میں جن کو تو نے عافیت دی اور دوست رکھ مجھ کو ان میں جن کو دوست رکھا تو نے اور برکت کر میرے لیے اس چیز میں جو تو نے عطا کی اور بچائے رکھ مجھ کو اس حکم کی برائی سے جو تو جاری کرے بیشک تو ہی حکم جاری کرتا ہے اور نہیں حکم چلتا (کسی کا) تجھ پر اور بیشک نہیں ذلت اٹھاتا وہ جسکو تو دوست بنالے اور نہیں عزت پاتا وہ جسے تو دشمن جانے تو بڑی برکت والا ہے اے رب ہمارے اور بہت بلند ہے تو ہم تجھ سے بخشش مانگتے ہیں اور تیری طرف توبہ کرتے ہیں اور درود بھیجے خدا اپنے (نبی کریم) پر[1]

(۲) حضرت علی مرتضیٰؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وتروں کی آخر رکعت میں یہ دعا پڑھتے تھے:

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَىٰ نَفْسِكَ

خداوندا! میں پناہ چاہتی ہوں ساتھ تیری خوشنودی کے تیرے غصہ سے اور ساتھ تیری معافی کے تیری سزا سے اور پناہ چاہتی ہوں ساتھ تیری ذات کے تجھ سے نہیں گن سکتی میں اوپر تیرے تیری ثنا تو ویسا ہے جیسے ثنا کی تو نے آپ اپنی ذات پر[2]

۳۔ سبطِ اصغر امام حسینؓ کی دعائے قنوت

کربلا کے واقعہ جانگزا نے امام حسینؓ کو سلمی دنیا میں روشناس نہیں ہونے دیا امام محمدؒ

---

[1] حصن حصین صفحہ ۳۷ بحوالہ ترمذیؒ، ابن ماجہ، ابوداؤد، نسائی، ابن حبانؒ، مستدرک حاکمؒ، مصنف ابن ابی شیبہ اور صلی اللہ علی النبی بحوالہ نسائی درج کیا اور دعا قیام اللیل للامام المروزی میں بھی مروی ہے ۱۲ منہ

[2] حصن حصین صفحہ ۷۵ بحوالہ سنن اربعہ و طبرانی و مصنف ابن ابی شیبہ ۱۲ منہ

بن نصر مروزیؒ نے اپنی قابلِ قدر کتاب قیام اللیل میں نقل کیا کہ امام حسینؓ وتروں میں یہ دُعا پڑھا کرتے تھے:

اَللّٰھُمَّ اِنَّكَ تَرٰى وَلَا تُرٰى وَاَنْتَ فِی الْمَنْظَرِ الْاَعْلٰى وَاِنَّ لَكَ الْاٰخِرَةَ وَالْاُوْلٰى وَاِنَّ اِلَیْكَ الرُّجْعٰى وَاِنَّا نَعُوْذُ بِكَ اَنْ نَذِلَّ وَنَخْزٰى [1]	الٰہی تو دیکھتا ہے اور نہیں دیکھا جاتا اور تو بہت بلند نظارہ گاہ میں ہے اور تیرے ہی لیے ہے آخرت بھی اور دنیا بھی اور تیری ہی طرف ہے سب کا رجوع اور ہم پناہ پکڑتے ہیں تیری ذلیل ہونے اور خوار ہونے سے

وتر ختم کر کے کیا پڑھے

جب وتروں سے سلام پھیر کر فارغ ہو جاؤ تو تین دفعہ پڑھو سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ۔ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ، نیز یہ دعائے کلماتِ نور پڑھو:۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا وَّفِیْ سَمْعِیْ نُوْرًا وَّفِیْ بَصَرِیْ نُوْرًا وَّعَنْ یَّمِیْنِیْ نُوْرًا وَّعَنْ شِمَالِیْ نُوْرًا وَّفَوْقِیْ نُوْرًا وَّتَحْتِیْ نُوْرًا وَّاَمَامِیْ نُوْرًا وَّخَلْفِیْ نُوْرًا وَّاَعْظِمْ لِیْ نُوْرًا	خداوندا! پیدا کر میرے دل میں نور اور میرے کانوں میں بھی نور اور میری آنکھوں میں بھی نور اور میرے دائیں بھی نور اور میرے بائیں بھی نور اور میرے اوپر کی طرف بھی نور اور میرے نیچے کی طرف بھی نور اور میرے آگے کی طرف بھی نور اور میرے پیچھے کی طرف بھی نور اور بڑا کر میرے لیے نور۔

(قیام اللیل للمروزی صفحہ ۱۴۲)

---

[1] حضرت حسینؓ نے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آٹھ احادیث روایت کی ہیں اور آپ کے علاوہ حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ اور حضرت عمرؓ اور اپنے جدی ماموں ہند بن ابی ہالہ (جو حضرت خدیجہؓ کے بیٹے تھے اور آنحضرتؐ کے نکاح سے پیشتر ابو ہالہ سے پیدا ہوئے پس وہ حضرت فاطمہؓ کے ماں جائے بھائی ہوتے اور حضرت حسن حسین رضی اللہ عنہما کے ماموں ہوتے) سے بھی احادیث روایت کیں اور خود ان سے ان کے برادر بزرگ حضرت حسنؓ نے اور آپ کے فرزندوں علی (زین العابدین) اور زید اور آپ کی صاحبزادیوں سکینہ اور فاطمہ اور آپ کے پوتے محمد باقر اور امام شعبی اور عکرمہ اور کرز تیمی اور سنان بن ابی سنان دوئلی اور عبد اللہ بن عمرو بن عثمان اور فرزدق شاعر مداح اہل بیت نے اور دیگر بہت لوگوں نے علمِ حدیث روایت کیا۔ آپ سنہ ۳ھ میں ۵ شعبان کو تولد ہوتے اور میدانِ کربلا میں یوم عاشورہ سنہ ۶۱ھ میں شہید ہوئے رضی اللہ عنہ وعن آبائہ الکرام وامہاتہ ۱۲ منہ

اس کے بعد اگر اذانِ فجر میں کچھ وقفہ ہو تو درود شریف و استغفار اور دعوات و تسبیحات میں لگے رہو پھر جب اذانِ فجر ہو تو فجر کی سنتیں پڑھ کر مسجد کو چلو تو پڑھو بِسْمِ اللّٰهِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ (حصن حصین صفحہ ۶، بحوالہ ابو داؤد، ترمذی، نسائی وغیرہم ۱۲ منہ) اور مذکورہ بالا دعا کلماتِ نور رستے میں پڑھتے جاؤ۔

مسجد میں داخل ہونے کی دُعا بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ[1] اللہ کے نام سے اور سلام ہو اوپر خدا کے رسول ﷺ کے

اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ[2] اے اللہ کھول واسطے میرے دروازے اپنی رحمت کے

صبح کی نماز کے بعد جب صبح کی نماز سے سلام پھیر لو۔ تو سب سے پہلے کہو اَللّٰهُ اَکْبَرُ (اللہ سب سے بڑا ہے) پھر تین دفعہ کہو اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ (بخشش مانگتا ہوں میں اللہ سے) پھر کہو:

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَکْتَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ (صفحہ ۱۰۲) یعنی "الٰہی! تو صاحب ہے سلامتی کا اور تجھ ہی سے حاصل ہے سلامتی۔ بہت برکت والا ہے تو اے صاحب جلال اور بزرگی کے"

پھر دس دفعہ کلام کرنے سے پیشتر پڑھو:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (صفحہ ۸۴ و ۱۰۷) نہیں کوئی لائق عبادت کے مگر اللہ تعالیٰ اکیلا اس کا کوئی شریک نہیں اسی کی بادشاہی ہے اور اسی کی حمد ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔

پھر سات دفعہ (کلام کرنے سے پہلے) پڑھو: اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ (صفحہ ۱۰۷، ۱۰۸) یعنی "خداوندا! مجھے پناہ آتش دوزخ سے" پھر تین دفعہ پڑھو بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ (صفحہ ۸۴) یعنی "اس ذات کے نام سے جس کے نام کے ہوتے ضرر نہیں دیتی کوئی شے زمین میں اور نہ آسمان میں اور وہ سب کی سنتا اور سب کچھ جانتا ہے"

---

[1] حصن حصین صفحہ ۶ بحوالہ مصنف ابن ابی شیبہ ۱۲ منہ [2] حصن حصین صفحہ ۷ بحوالہ مسلم و ابو داؤد و ترمذی و ابن ماجہ وغیرہم ۱۲ منہ

پھر تین دفعہ پڑھو۔ اَعُوْذُ بِكَلِمٰتِ اللّٰهِ التَّآمَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ (صفحہ ۴۰)
یعنی "میں پناہ پکڑتی ہوں ساتھ اللہ کے پورے[1] کلمات کے اُس شے کی شرارت سے جو اس نے پیدا کی"
پھر سات دفعہ پڑھو حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ط (صفحہ ۴۸) یعنی "کافی ہے مجھے اللہ نہیں کوئی لائق عبادت کے سوا اُس کے میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور وہ صاحب ہے عرش عظیم کا"

پھر دس دفعہ درود شریف پڑھو۔ افضل صیغہ وہ ہے جو نماز میں پڑھا جاتا ہے اگر وہ لمبا نظر آئے تو مختصراً یہ صیغہ پڑھو اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ (مستفاد از شاہ عبدالعزیز صاحب و مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی و مولینا حیات گل صاحب اعلیٰ مقامہم)

پھر تسبیح فاطمہؓ پڑھو یعنی (۳۳) دفعہ سُبْحَانَ اللّٰهِ ط اور (۳۳) دفعہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ط اور (۳۴) دفعہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ط یہ وظیفہ ہر نماز کے بعد کیا کرو (صفحہ ۱۰۳)

پھر تین دفعہ کہو اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ النَّارِ (صفحہ ۳۹) یعنی خداوندا! میں تجھ سے جنت کا سوال کرتی ہوں اور دوزخ سے پناہ مانگتی ہوں"

پھر آیۃ الکرسی پڑھو اور اسکے بعد قرآن مجید شریف میں سے مندرجہ ذیل حوالوں کی آیات بہ ترتیب پڑھو! کہ یہ سب احادیث میں وارد ہیں سورہ بقرہ کی آخری دو آیات اٰمَنَ الرَّسُوْلُ سے اخیر تک پھر سورہ روم کی یہ آیات پڑھو،

فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ۝	پس پاک یاد کرو اللہ کو جب تم یاد کرو اور جب تم صبح کرو
وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّ	اور اسی کی حمد ہے آسمانوں میں بھی اور زمین بھی اور عصر کے
حِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ۝ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ	وقت اور جب تم ظہر کرو نکالتا ہے وہ زندہ کو مردہ سے
وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ	اور نکالتا ہے مردہ کو زندہ سے اور زندہ کرتا زمین کو بعد
مَوْتِهَا وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ۝ (صفحہ ۱۴)	اسکی موت کے اور اسی طرح تم (قبروں سے قیامت کے دن) نکالے جاؤگے

پھر سورت غافر (المومن ۲۴پ) کی یہ آیات پڑھو:

---

[1] پورے یعنی نقصان و عیب سے سلامت (حواشی حصن حصین صنہم) ۱۲ منہ

نوٹ! ان سب دعاؤں اور اذکار میں نمبر صفحے حصن حصین مطبوعہ مطبع یوسفی لکھنؤ کے دیئے گئے ہیں ۱۲

حٰمٓ ۝ تَنْزِیْلُ الْکِتٰبِ مِنَ اللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ۝ حٰمٓ اس کتاب کا اللہ زبردست (اور) علیم کی طرف سے ہے غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِیْدِ الْعِقَابِ جو بخشنے والا گناہوں کا اور قبول کرنیوالا توبہ کا سخت عذاب ذِی الطَّوْلِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اِلَیْہِ الْمَصِیْرُ ۝ والا صاحب بخشش کا ہے اسکے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اسی کی پھر تین دفعہ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھ کر پارہ اٹھائیس میں سے سورۃ حشر کی آخری تین آیات یعنی ھُوَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ سے اخیر سورت تک پڑھو (صفحہ ۴۱) پھر سورۃ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ہر ایک تین تین بار پڑھو (صفحہ ۴۱) تنبیہ یہی وظائف مذکورہ بالا شام کی نماز کے بعد بھی پڑھو اتنے وظائف کام کاج والوں کم فرصت لوگوں کے لیے کافی ہیں۔

صبح کی نماز کے بعد اتنے وظائف کے بعد اگر سورج نکلنے تک کافی وقت ہو تو قرآن شریف کی تلاوت کرتے رہو کم از کم ایک پارہ روزانہ کے حساب سے مہینہ بھر میں ایک ختم ضرور کرو اور اگر مترجم قرآن مجید پر سے پڑھو اور ترجمہ اور حواشی بھی ساتھ ساتھ پڑھتے جاؤ تو سبحان اللہ بہت بہتر ہے پھر جتنا ہو سکے اتنا پڑھو پھر جب سورج اچھی طرح نکل آئے تو چار رکعت نماز اشراق پڑھو۔ حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے ابن آدم! تو میرے لیے شروع دن میں چار رکعات ادا کر میں تیرے لیے اخیر دن میں کفایت کرونگا (صفحہ ۵۲) ان چار رکعات میں سورتیں متعین نہیں ہیں سورۃ فاتحہ کے بعد جہاں سے چاہے پڑھ لے لیکن شاہ عبدالعزیز صاحب نے فرمایا ہے کہ پہلی رکعت میں وَالشَّمْسِ وَضُحٰھَا اور دوسری میں وَالَّیْلِ اِذَا یَغْشٰی اور تیسری میں وَالضُّحٰی اور چوتھی میں اَلَمْ نَشْرَحْ پڑھے (تفسیر عزیزی) اور نماز اشراق کے آخری التحیات میں یہ دعا پڑھے :۔

اَللّٰھُمَّ وَسِّعْ لِیْ فِیْ دَارِیْ وَبَارِکْ لِیْ	یا اللہ کشادگی کر میرے لیے میرے گھر میں اور برکت کر میرے
فِیْ رِزْقِیْ وَاجْعَلْ اَوْسَعَ رِزْقِیْ	لیے میرے رزق میں اور کر کشادہ روزی میری اور زیادہ
وَاَحْسَنَ عَمَلِیْ فِیْ اٰخِرِ عُمُرِیْ (صفحہ)	اچھا عمل میرا میری آخری عمر میں۔
(۲) اَللّٰھُمَّ لَا تَدَعْ لِیْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَہٗ	یا اللہ نہ چھوڑ ہمارا کوئی گناہ مگر تو بخشدے اسکو اور
وَلَا ھَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَہٗ وَلَا دَیْنًا اِلَّا	نہ کوئی فکر غم مگر تو کھولدے اسکو اور نہ کوئی قرض مگر
قَضَیْتَہٗ وَلَا حَاجَۃً مِّنْ حَوَائِجِ	تو ادا کرادے وہ اور نہ کوئی حاجت دنیا کی حاجات

الدُّنیا وَالاٰخِرَۃِ اِلَّا قَضَیْتَھَا یَا ۔۔ میں سے یا آخرت میں سے مگر تو اس کو پوری کر دے

اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ۔۔ اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے ۔

پھر سلام پھیرنے کے بعد پچیس دفعہ یا ستائیس دفعہ سب مسلمانوں کے لیے استغفار کرو (صفحہ ۲۵)

اس مطلب کے لیے سب سے جامع دُعا حضرت نوحؑ کی یہ دُعا ہے :

رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنْ دَخَلَ ۔۔ اے رب میرے بخش مجھ کو بھی اور میرے ماں باپ کو بھی اور اسکو بھی

بَیْتِیَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ۔۔ جو میرے گھر میں داخل ہو مومن ہو کر اور دیگر سب مومن مرد اور مومن

اس کے بعد اپنے مطلب کی دعائیں مانگ کر مسجد سے رخصت ہو اور خدا کے فضل اور اسکی برکات کا امیدوار

رہے اور مجھ عاجز کے لیے بھی دُعائے خیر کرتا رہے اور مسجد سے ۔۔۔ وقت بایاں پاؤں پہلے نکالے

اور یہ دُعا پڑھے :

مسجد سے باہر آنے کی دُعا

بِسْمِ اللّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ط "اللہ کے نام سے قدم باہر نکالتا ہوں) اور سلام ہو اوپر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے"

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ (منفردہ) "یا اللہ میں مانگتا ہوں رحمت تیرے فضل سے"

اسکے بعد اپنی نقل و حرکت اور کام کاج کے وقت میں بھی اپنی زبان کو ذکر خدا اور تسبیحات وغیرہ سے مشغول رکھو

دو نہایت مفید حدیثیں

(۱) حضور سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا گیا اَیُّ النَّاسِ خَیْرٌ یعنی کونسا آدمی بہت نیک ہے حضورؐ نے فرمایا

طُوْبٰی لِمَنْ طَالَ عُمُرُہٗ وَحَسُنَ عَمَلُہٗ یعنی خوشخبری ہے اس کے لیے جس کی عمر لمبی ہو اور اس کا

عمل اچھا ہو" اس شخص نے پھر پوچھا اَیُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ یعنی کونسا عمل افضل ہے حضورؐ نے فرمایا

کہ تو دنیا کو ایسے حال میں چھوڑے کہ تیری زبان خدا کے ذکر سے تر ہو" (رواہ احمد والترمذی (مشکوٰۃ باب الدعوات صفحہ ۱۹۱)

(۲) حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کے ذکر کے سوا زیادہ

کلام نہ کیا کرو کیونکہ خدا کے ذکر کے سوا زیادہ کلام کرنا دل کی سختی کا موجب ہے) اور خدا تعالیٰ

سے زیادہ دُور وہ دِل ہے جو سخت ہے (رواہ الترمذی (مشکوٰۃ صفحہ ۱۹۱)

یا حی ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ یا قیوم

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الدعاء سلاح المؤمن الحدیث

الحصن الحصین للجزری، الجامع الصغیر للسیوطی رح ص ۱۴ ج ۲ وقال صحیح

سلاح المومنین

تتمہ

نصاب السالکین

مرتبہ

خاکپائے عباد اللہ الصالحین حافظ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی

ناشر

محمدی اکیڈمی ناشران اسلامی کتب محلہ مسجد توحید گنج منڈی بہاؤالدین

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ حِزْبِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا اَکْتَسَبْتُ وَفَرَّطْتُ وَاَسْتَغْفِرُکَ مِمَّا اقْتَرَفْتُ وَاَسْرَفْتُ اَمَّا بعد!

پنجسورہ اور نصاب السالکین کی آخری کاپی میں کچھ صفحات بچتے تھے، مجھے جمعیت علمائے اسلام کلکتہ کے جلسہ میں جانا پڑا۔ اس میں اکیس ۲۱ روز لگ گئے اور کام بند رہا۔ واپس آکر لیلۃ الحج کو یعنی ۹ ذی الحجہ کی درمیانی شب کو اس "تتمہ" کو شروع کیا کہ خدائے تعالیٰ اس تتمہ میں اس شب کی برکات پیدا کرے۔ (آمین)

مختلف حالات وحاجات کی دُعائیں

(۱) مال میں برکت وافزونی

(صفحہ ۱۶۴) مال میں افزونی اور برکت کی طلب ہو تو یہ درود شریف پڑھے![1]

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَعَلَى الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ (ص[2])	یا اللہ! درود بھیج اوپر اپنے بندے اور اپنے رسول محمدؐ (صلعم) کے اور اوپر سب مومن مردوں کے اور مومن خاتونوں کے اور اوپر سب مسلمان مردوں اور سب مسلمان خواتین کے۔"

[1] ہم نے اس تتمہ میں اس حاجت کو بلحاظ حاجت کے مقدم نہیں رکھا بلکہ اس لیے کہ اس حاجت کے لیے بالخصوص درود شریف کی تعلیم ہے۔ اس تتمہ کا افتتاح درود شریف کی برکت کے لیے اس حاجت سے کیا گیا تا کہ درود شریف کی برکت ہر دو میں حاصل ہو ۱۲ منہ

[2] اسے رواہ ابوالعلی الموصلی عن ابی سعیدؓ ۱۲ منہ

کتنی دفعہ پڑھے؟ حدیث شریف میں اس کے لیے خاص تعداد اور خاص وقت کی نہیں، جس طرح اور حاجات کی دعائیں بغیر تخصیص تعداد اور وقت کے بطور وظیفہ پڑھی جاتی ہیں۔ اسی طرح اپنی اس حاجت یعنی مال کی افزونی اور برکت، کو ذہن میں رکھ کر یہ درود شریف جب تک مال میں برکت مطلوب ہے بطور وظیفہ پڑھتے رہیں اور وقت اور تعداد اپنی فراغت اور شغل پر نظر کر کے خود مقرر کر لیں۔

(۲) ادائے قرض کی دعا (صفحہ ۱۶۶، ۱۶۵)

اَللّٰھُمَّ اَکْفِنِیْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ (ت، مس) ۱؎	یا اللہ کفایت کر مجھے ساتھ اپنے حلال کے اپنے حرام سے اور بے پرواہ کر مجھے ساتھ اپنے فضل کے اس سے جو تیرے سوا ہے

دیگر دعا

اَللّٰھُمَّ فَارِجَ الْھَمِّ کَاشِفَ الْغَمِّ مُجِیْبَ دَعْوَۃِ الْمُضْطَرِّیْنَ رَحْمٰنَ الدُّنْیَا وَرَحِیْمَھَا اَنْتَ تَرْحَمُنِیْ فَارْحَمْنِیْ بِرَحْمَۃٍ تُغْنِیْنِیْ بِھَا عَنْ رَّحْمَۃِ مَنْ سِوَاكَ (صفحہ ۱۶۶، مس، مر) ۲؎	یا اللہ! جو تو کھولنے والا ہے فکر کا اور دور کرنے والا ہے غم کا اور قبول کرنیوالا ہے دعا بیقراروں کی تو دنیا کا رحمٰن بھی ہے اور اس کا رحیم بھی تو ہی مجھ پر رحم کرے گا۔ پس مجھ پر رحمت کر ایسی رحمت کہ تو مجھے بے پرواہ کر دے اپنے ماسوا کی رحمت سے۔

نوٹ: اس کی بھی تعداد اور وقت مقرر نہیں حسب مذکورہ بالا اپنی فراغت و شغل کو دیکھ لیں اور نماز کے قعدہ اخیرہ میں پڑھنا بہت مناسب ہے۔

۱؎ اسے رواہ الترمذی فی جامعہ والحاکم فی المستدرک عن علی رض ۱۲ منہ

۲؎ اسے رواہ الحاکم فی المستدرک وابن مردویۃ عن ابی بکر الصدیق رض ۱۲ منہ

(۳) کوئی شئی گم ہو جائے تو پڑھے

اَللّٰھُمَّ رَآدَّ الضَّالَّۃِ وَھَادِیَ الضَّلَالَۃِ اَنْتَ تَھْدِیْ مِنَ الضَّلَالَۃِ اُرْدُدْ عَلَیَّ ضَالَّتِیْ بِقُدْرَتِكَ وَسُلْطَانِكَ فَاِنَّھَا مِنْ عَطَآئِكَ وَفَضْلِكَ ط[۱]

(صفحہ ۱۷)

یا اللہ! گم شدہ کے واپس لانے والے اور بھولے ہوئے کو راہ دکھانے والے تو ہی راہ دکھاتا ہے بھول جانے پر۔ واپس لا میری گمشدہ چیز کو اپنی قدرت سے اور اپنے اختیار سے پس وہ تیری ہی بخشش سے ہے اور تیرے ہی فضل سے۔

یا اس کو کاغذ پر لکھ کر اپنے دروازے پر لٹکا دے۔

(۴) نظر بد کا دم

جس چیز پر نظر بد کا اندیشہ ہو یا اس پر اثر ہو گیا ہو تو یہ تعوذ پڑھ کر دم کرے یا لکھ کر گلے میں ڈال دے:۔

اَعُوْذُ بِكَلِمٰتِ اللّٰہِ التَّآمَّۃِ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَیْطَانٍ وَّ ھَامَّۃٍ وَّمِنْ شَرِّ كُلِّ عَیْنٍ لَّامَّۃٍ

(صفحہ ۱۲) (ثم عنہ رضی)[۲]

پناہ پکڑتا ہوں میں ساتھ خدا کے کامل کلمات کے، ہر شیطان کی شرارت سے اور زہریلے جانور سے اور ہر برائی پہنچانے والی آنکھ کی شرارت سے"

(۵) آسیب جنات کا دم

آسیب زدہ کو سامنے بٹھا کر اس تعوذ سے دم کریں [illegible] سے آسیب جاتا رہے گا۔

اَعُوْذُ بِوَجْہِ اللّٰہِ الْكَرِیْمِ التَّآمِّ وَبِكَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّآمَّاتِ الَّتِیْ لَا یُجَاوِزُھُنَّ بَرٌّ وَّلَا فَاجِرٌ [illegible]

پناہ پکڑتا ہوں ساتھ اللہ صاحب کرم اور مالک نفع کی ذات کے، اور ساتھ خدا کے کامل کلمات کے جن سے چارہ نہیں

۱؎ اسے رواہ الطبرانی عن ابن عمرؓ ۱۲

۲؎ اسے رواہ البخاری والاربعۃ کلھم عن ابن عباسؓ والبزار عن ابن مسعودؓ ۱۲ منہ

مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَ ذَرَاَ وَ بَرَاَ وَمِنْ شَرِّ مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمِنْ شَرِّ مَا يَعْرُجُ فِيْهَا وَ مِنْ شَرِّ مَا ذَرَاَ فِى الْاَرْضِ وَ مِنْ شَرِّ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَ مِنْ شَرِّ فِتَنِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ طَارِقٍ اِلَّا طَارِقًا يَّطْرُقُ بِخَيْرٍ يَّا رَحْمٰنُ۔ اَطب طمض ص (صفحہ ۱۴۹)[۱]

کسی نیک کو اور کسی بد کو اس شے کی بُرائی سے جو اس نے بنائی اور پھیلائی اور پیدا کی اور اس کی بُرائی سے جو اترے آسمان سے اور جو چڑھے آسمان میں اور اس شے کی بُرائی سے بھی جو اس نے پھیلائی زمین میں اور اُس شے کی بُرائی سے بھی جو نکلے زمین سے اور رات اور دن کے فتنوں کی بُرائی سے اور ہر آنے والے کی بُرائی سے مگر وہ آنے والا جو آوے ساتھ بھلائی کے، اے نہایت مہربان خدا)

(۶) بچھو کاٹے ہوئے پر دم

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو بچھو نے کاٹا تو آپ نے پانی اور نمک منگوایا اور ڈسنے کے مقام پر ڈالتے رہے اور سورت قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور سورت قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور سورت قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھ کر دم کرتے رہے صفحہ ۱۷۲[۲]

دیگر صحیح بخاری میں ہے کہ بعض صحابہؓ نے سفر کی حالت میں ایک بستی کے سردار کو جسے سانپ نے ڈسا تھا، سورت فاتحہ سے دم کیا تو خدا نے اُسے شفا دے دی (باب فضل فاتحۃ الکتاب)[۳]

---

[۱] اسے رواہ احمد والطبرانی فی کتاب الدعاء ولہ عن ابن مسعودؓ والنسائی والطبرانی فی الکبیر وابن ابی شیبہ وابو یعلیٰ عن عبدالرحمٰن بن حبیش ۱۲ منہ [۲] اس میں مادی اور روحانی ہر دو علاج جمع ہیں، ہر دو جائز ہیں۔ ابن ابی شیبہ کی روایت میں بجائے سورت قل یا ایہا الکفرون کے (باقی اگلے صفحہ پر)

(۷) احتباس البول (صفحہ ۱۷۳) جس کا پیشاب بند ہو، ٹھنڈے پانی پر دُعائے ذیل پڑھ کر دم کر کے اس بیمار کو پلاتے رہیں خدا کے فضل سے پیشاب کھل کرے گا۔ علاوہ اس کے حدیث شریف کی رُو سے ہر بیماری کی شفا کا موجب ہے:۔

رَبُّنَا اللّٰهُ الَّذِیْ فِی السَّمَآءِ تَقَدَّسَ	رب ہمارا اللہ ہے جو آسمان میں ہے
اِسْمُكَ اَمْرُكَ فِی السَّمَآءِ وَ	پاک ہے نام تیرا، امر تیرا آسمان و
الْاَرْضِ كَمَا رَحْمَتُكَ فِی السَّمَآءِ	زمین میں (نافذ) ہے جس طرح رحمت
فَاجْعَلْ رَحْمَتَكَ فِی الْاَرْضِ	تیری آسمان میں ہے پس کر تو رحمت
وَاغْفِرْ لَنَا حُوْبَنَا وَخَطَايَانَا	اپنی زمین میں بھی اور بخش ہم کو گناہ
اَنْتَ رَبُّ الطَّيِّبِيْنَ فَاَنْزِلْ	ہمارے اور خطائیں ہماری تو رب ہے
شِفَآءً مِّنْ شِفَآئِكَ وَرَحْمَةً	پاک لوگوں کا۔ پس نازل کر شفا اپنی
مِّنْ رَّحْمَتِكَ عَلٰی هٰذَا الْوَجَعِ	شفا سے اور رحمت اپنی رحمت سے
(مش۔ د۔ مش)	اوپر اس بیماری کے"

(۸) الوجع والالم اگر کسی کو بدن کے کسی عضو میں درد ہو تو مقام درد پر دایاں ہاتھ رکھ کر تین دفعہ بسم اللہ پڑھ کر دم کرے۔ پھر سات دفعہ ذیل کا تعوذ پڑھ کر دم کرے۔ اس طرح کہ ہاتھ رکھ کر ایک دفعہ پڑھ کر اور ہاتھ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) سورت قل ہو اللہ احد مروی ہے ۱۲ منہ ؎۳ یہ عاجز دونوں روایتوں کو جمع کر کے بچھو کا ٹے ہوئے پر دم کیا کرتا ہے خدا کے فضل سے شفا ہو جاتی ہے بلکہ سانپ کے ڈسے ہوئے کو بھی خدائے تعالیٰ نے اسی ظاہری اور باطنی علاج دوم سے شفا دیدی والحمد للہ۔ اسکی کیفیت میرے شاگرد حافظ محمد شریف سیالکوٹی سے دریافت کرو ۱۲ منہ

اُٹھا کر مقامِ درد پر دم کرے۔ پھر دوسری دفعہ ہاتھ رکھے اور تعوذ پڑھ کر دم کرے۔ اسی طرح سات دفعہ کرے وہ تعوذ یہ ہے:

اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللهِ وَ قُدْرَتِهٖ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ (۱ا طـ[1])

پناہ پکڑتا ہوں میں ساتھ خدا تعالیٰ کی عزت و جلال کے اور ہر شئی پر اس کی قدرت کے اس شئی کی برائی سے جو میں اس وقت پا رہا ہوں۔"

تَمَّ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ ظَاهِرًا وَّ بَاطِنًا وَّالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ مُسِرًّا وَّمُعْلِنًا

۱۴ ذی الحجہ ۱۳۶۴ھ مطابق ۲۰ نومبر ۱۹۴۵ء

خَادِمُ الْقُرْاٰنِ وَالْحَدِيْث

عاجز محمد ابراہیم میر سیالکوٹی

(کتبہ محبوب احمد خوشنویس ۳۸)

[1] ا۔ رواہ احمد والطبرانی عن کعب بن مالک رض ۱۲ منہ

قرآن و سنت کا نور پھیلانے والی محمدی اکیڈمی کی چند اہم مطبوعات

مناظرہ لالہ موسیٰ، بعنوان حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم

مفتی احمد یار خاں کا اپنے حق میں وہابیت کا فتویٰ لے

راہ سنت زیر طبع

فرقہ ناجیہ

ذکر اہل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

صیام الرسول ؐ

صلوٰۃ الرسول ؐ

ایام النحر

فتنہ قبر پرستی

شرح اسماء الحسنیٰ

زینت التوحید

مولا دا دیوانہ سائیں مستانہ

مولا دا ملنگ

دستی جناح دی

کلمہ طیبہ

تادِ نفیر

تحفۂ دعا

سچیاں گلاں چھ حصے مکمل

معراجنامہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

وفات نامہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

حال زنانہ قصہ زنانہ

بناں مرشداں راہ نہ تھیں آوے

ایمان عمرؓ

قصہ کساء

ڈولی نامہ

تردید گیارھویں

مولا خط نارق

(مکمل دو حصے)

کھڑے پھُل

اور دیگر ہر قسم کی مذہبی، درسی اصلاحی اور تبلیغی نیز سلفی کتابیں ملنے کا پتہ

محمدی اکیڈمی ناشرانِ اسلامی کتب محلہ مسجد توحید گنج منڈی بہاؤالدین